نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء — عسى أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

غلام احمد قادیانی

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ۱

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی ... سہ ماہی ...

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا:

جلد ۱۴ | مورخہ ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء | یوم جمعہ | مطابق ۷ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۵ھ | نمبر ۷۲

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو لاہور سے واپسی کے وقت موٹر میں سردی لگ جانے کی وجہ سے گلے کے درد، نزلہ کھانسی اور سردرد کی بہت تکلیف ہو گئی تھی۔ جملہ احباب سے درخواست ہے کہ حضور کی صحت کے لئے دعا کریں۔

حضرت ام المومنین کو بھی گلے میں درد ہے۔ آنکھ پر چوٹ لگ جانے کی وجہ سے آنکھ میں درد ہے۔ دو تین راتوں کو نیند نہیں آئی احباب انکی صحت کے لئے بھی دعا کریں۔

صاحبزادہ حفیظ احمد کی صحت بھی کمزور ہے۔ ان کے لئے بھی دعا کی جائے۔

مجاہد احمدیت صوفی حافظ غلام محمد صاحب بی اے مبلغ ماریشس کے متعلق اطلاع پہنچی ہے کہ ۱۰ مارچ کو بمبئی اتریں گے۔ بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی کو ان کے استقبال کے لئے بھیجا گیا ہے۔

جناب حافظ روشن علی صاحب رمضان المبارک میں روزانہ سوا پارہ کا درس دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کی صحت اور طاقت میں برکت دے کلام الٰہی کے عجیب نکات سے بہرہ اندوز کرتے ہیں۔ جناب زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

احمدی طلباء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی نصائح

۸ مارچ۔ مغرب کے قریب تعلیم الاسلام ہائی سکول کے فورتھ ہائی کلاس کے طلباء نے اپنے ففتھ ہائی کے بھائیوں کو ان کے امتحان میں شامل ہونے کے لئے جانے کی تقریب پر دعوت چائے دی۔ چونکہ دو تین دن سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت علیل تھی۔ اس لئے حضور نے اس شفقت اور نوازش کے باعث جو حضور اپنی جماعت کے بچوں پر فرماتے ہیں اپنے نئے مکان کے صحن میں ہی اس دعوت کا انتظام کرنے کی خاص طور پر اجازت بخشی۔ تا حضور باوجود علالت کے بچوں کو اپنے نصائح سے مستفیض ہونے کا موقعہ بخش سکیں۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد فورتھ ہائی کلاس کے طلباء کی طرف سے انگریزی میں ایڈریس پڑھا گیا جس کا جواب ففتھ ہائی کے طلباء کی طرف سے انگریزی میں دیا گیا۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

میں اس وقت تکلیف کی وجہ سے کھڑا ہو کر تقریر نہیں کر سکتا۔ لیکن چونکہ ہمارے سکول کی دسویں جماعت کے طلباء خدا کے فضل سے سب کے

سب یا ان میں سے بہت امتحان کے بعد قادیان سے رخصت ہو جائینگے۔ اور شاید ان میں سے بہتوں کو کالجوں میں تعلیم پانے کا موقع ملیگا۔ اس لئے میں انہیں خصوصیت سے ان عہدوں کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔ جو انہوں نے انصار اللہ کی جماعت میں داخل ہو کر کئے ہیں ۔

میں نے پہلے بھی افسوس کے ساتھ کئی بار یہ بات کہی ہے۔ اور اب بھی کہتا ہوں۔ کہ جو طلباء سکول سے نکلکر احمدیہ ہوسٹل میں جاتے ہیں۔ ان کا رویہ اچھا اور پسندیدہ نہیں رہتا۔ میں نے متواتر طلباء کو توجہ دلائی ہے۔ کہ باجماعت نماز پڑھا کریں۔ اور شریعت کے وہ احکام جو ظاہر سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی کم از کم اتنی پابندی کریں کہ دوسروں کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے۔ کہ جب مسلمان خود ان پر عمل نہیں کرتے۔ تو دوسرے کس طرح ان کی خوبی کا قائل کر سکتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ طلباء شریعت کے احکام پر عمل کرنے میں کمزوری دکھاتے ہیں۔ پچھلے چار ماہ ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ اور طلباء سے میری خط و کتابت رہی ہے۔ جس سے معلوم ہوا ہے کہ بہت سے طلباء نے اس لئے بعض شرعی احکام پر عمل کرنا چھوڑ دیا کہ کچھ طلباء ان پر عمل نہیں کرتے تھے یہ بات میرا دماغ سمجھنے کے لئے تیار نہیں کہ کوئی شخص شریعت کے احکام پر اس حد تک ہی عمل کرنے کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔ جس حد تک دوسرے عمل کریں۔ حالانکہ اسلامی احکام پر اس لئے عمل نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ دوسرے ان پر عمل کرتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کرنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہے۔ اگر دس ہزار افراد بھی نماز نہیں پڑھتے۔ تو ہم نماز پڑھنا اس لئے نہیں چھوڑ سکتے۔ کہ اتنی بڑی تعداد نماز نہیں پڑھتی اگر اسی حکم پر عمل کرنا چاہیئے۔ جس پر دوسرے لوگ عمل کریں تو کوئی بھی عمل نہیں کیا جا سکتا۔ کونسا عمل ایسا ہے۔ جس پر سب کے سب مسلمان کہلانے والے عمل کرتے ہیں۔ جو شخص دوسروں کی دیکھا دیکھی ہی ہر حکم پر عمل کرتا ہے۔ تو شریعت کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ دنیا شراب پیتی ہے پھر کیا ہمیں بھی شراب پینا چاہیئے۔ دنیا کے اکثر حصہ کی عورتیں بے پردہ پھرتی ہیں۔ پھر کیا ہماری عورتوں کو بھی پردہ نہیں کرنا چاہیئے۔ دنیا کے اکثر لوگ قرآن کریم کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ کیا نعوذ باللہ ہمیں بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیئے۔ اگر دوسروں کی دیکھا دیکھی عمل کرنا ہے تو کوئی نیک کام بھی ایسا نہیں۔ جو کیا جا سکے۔ یہ کہنا کہ چونکہ بعض لڑکے ڈاڑھی منڈاتے ہیں۔ اس لئے ہم نے بھی منڈا دی۔ یا بعض لڑکے نماز نہیں پڑھتے اس لئے ہم بھی نہیں پڑھتے۔ حد درجہ کی بے ہودگی ہے۔ پچھلے سالوں میں تو یہ شکایت سنی جاتی تھی۔ کہ قادیان سے جو سٹوڈنٹ آتے ہیں وہ نمازیں باجماعت پڑھنے میں سستی کرتے ہیں۔ لیکن اس دفعہ یہ سنا گیا ہے۔ کہ قادیان سے آنیوالے اکثر طلباء نے نمازیں پڑھنی جاری رکھیں۔ لیکن پھر اس لئے چھوڑ دیں کہ بعض اور نہیں پڑھتے تھے۔ اسی طرح بعض نے ڈاڑھیاں نہ منڈائیں لیکن پھر اس لئے منڈا ڈالیں کہ بعض اور منڈاتے تھے۔ اگرچہ یہ پہلے سے کسی قدر ترقی ہے۔ کیونکہ پہلے تو قادیان سے

جانیوالے طلباء کی یہ شکایت تھی۔ کہ شرعی احکام کی تعمیل میں سستی کرتے تھے۔ مگر اب یہ کہا گیا ہے۔ کہ دوسروں کو دیکھ کر انہوں نے سستی اختیار کی۔ لیکن یہ بھی بہت افسوس کی بات ہے۔ اُمید ہے۔ اب کے جو طلباء جائینگے۔ وہ یہ دکھائینگے۔ کہ دوسرے شرعی احکام پر چلیں یا نہ چلیں۔ وہ ضرور چلیں گے۔ اور اس مضبوطی سے قائم رہینگے۔ کہ جو ان احکام کی پابندی نہ کرتے ہوں۔ وہ بھی انہیں دیکھکر پابندی اختیار کرینگے ۔

چونکہ اس سال طلباء انصار اللہ کی جماعت میں داخل ہوئے ہیں۔ جہاں انہوں نے بہت سے عہد کئے ہیں۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ اس سال جانے والے طلباء کا نمونہ بہت اعلیٰ اور پہلے کی نسبت بہت بہتر ہو گا۔ اب پر میں اپنی تقریر ختم کر کے دعا کرتا ہوں کیونکہ میں تکلیف سے بیٹھا ہوا ہوں۔ اور دوسرے احباب سے بھی کہتا ہوں۔ کہ دعا کریں۔ خدا تعالیٰ ہمارے طلباء کو امتحان میں کامیاب کرے اور اسلامی احکام پر عمل کرنے کا اعلیٰ نمونہ بنائے ۔

اخبار احمدیہ

اشدھی ٹوٹ رہی ہے

امیر المجاہدین ساندھن ڈاکٹر فضل کریم صاحب اطلاع دیتے ہیں :۔

اللہ تعالیٰ کی تعریف اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود ہو۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو مبارک ہو۔ کہ ساندھن میں آریوں کی تدابیر اشدھی آخرش ناکام ہو گئی ہیں۔ اور ۲۴۵ مرتدین نے توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول کیا ہے۔ مسلمانوں کی متفقہ کوششیں مزید دلچسپی کے لئے جاری ہیں۔ حالات پر بفضلہ قابو حاصل ہے۔

تبلیغی وفد کا دورہ

مولانا غلام رسول صاحب و حافظ جمال احمد صاحب و سردار احمد صاحب نو مسلم پر مشتمل تبلیغی وفد نے بڑی کامیابی سے ضلع جالندھر و ہوشیارپور کا دورہ کیا۔ ۷ر جنوری سے ۷ر فروری تک ساٹھ تقریریں ہوئیں۔ اور تیس درس قرآن کریم ہوئے۔ مباحثے دو جگہ ہوئے جن میں مخالف فریق کو شکست ہوئی۔ پندرہ کس سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ایک نے بیعت خلافت کی ۔

حاجی غلام احمد از کریام (جالندھر)

انجمن احمدیہ ہوشیارپور کا جلسہ

۱۴-۱۵ر فروری ۱۹۲۷ء کو انجمن احمدیہ ہوشیارپور کا جلسہ ہوا۔ مولوی غلام رسول صاحب اور حافظ جمال احمد صاحب کی تقریریں ہوئیں۔ بعض غیر احمدیوں سے سوال و جواب بھی ہوئے۔

سید پیر احمد احمدی۔ ہوشیارپور۔

لکھووال میں مباحثہ

موضع لکھووال ضلع لدھیانہ میں ۲۰ر فروری کو مباحثہ ہوا۔ بحث دو تھے۔ صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حیات مسیح ناصری علیہ السلام۔ مولوی غلام احمد صاحب ہماری طرف سے مناظر تھے اور غیر احمدیوں کی طرف سے دونوں مضامین میں نادر علی صاحب و رحمت علی صاحب۔ دونوں مضامین میں بفضلہ تعالیٰ بہت کامیابی حاصل ہوئی۔

خاکسار نواب خان تلمیذ از رائے کوٹ

کانتھاں سوہا میں لیکچر

۲۱ر فروری۔ مولوی غلام رسول صاحب و حافظ جمال احمد صاحب تشریف لائے اور ۲۲ر کو مولوی اللہ دتا صاحب و مولوی علی محمد صاحب ...

۲۲ر فروری مولوی اللہ دتا صاحب کا لیکچر اسلام اور دیگر مذاہب پر نہایت خوبی سے سلسلہ کی صداقت کا اظہار کرتے ہوئے ہوا جس کا حاضرین غیر احمدی۔ آریہ و سناتنی جن کی تعداد اڑھائی تین صد تھی خاص اثر ہوا۔ بعدہٗ مولوی غلام رسول صاحب نے نصف گھنٹہ وعظ فرمایا۔ ۲۳ر فروری۔ مولوی غلام رسول صاحب نے تقریر فرمائی اور پھر مولوی اللہ دتا صاحب نے لیکچر دیا۔ مفتی محمد یوسف صاحب پلیڈر صدر نے خاتمہ پر مولوی صاحبان کا شکریہ ادا کیا۔ مولوی غلام رسول صاحب نے میرے مکان پر صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وعظ فرمایا۔ جس سے عورتوں و حاضرین غیر احمدیوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ خاکسار غلام محی الدین سیکرٹری جماعت احمدیہ کانتھاں سوہا

بجٹ فارم بھیجدیئے گئے

جملہ سیکرٹریان جماعتہائے احمدیہ کی خدمت میں اطلاع کی جاتی ہے۔ کہ بجٹ فارم برائے سال ۱۹۲۷ء تمام جماعتوں کو خانہ پری کے لئے بھیجدیئے گئے ہیں۔ اگر کسی جماعت کو نہ ملے ہوں تو چاہیئے کہ فوراً دفتر بیت المال میں اطلاع دے۔ دوبارہ فارم ارسال کر دیئے جائینگے نیز گذارش ہے۔ کہ جماعتوں کو چاہیئے۔ بجٹ فارم کی خانہ پری کر کے ایک ماہ کے اندر اندر واپس دفتر بیت المال میں ارسال کر دیں۔ ناظر بیت المال۔ قادیان

اطلاع

جملہ سیکرٹریان جماعتہائے احمدیہ ضلع ملتان۔ ضلع منٹگمری و ریاست بہاولپور کی خدمت میں اطلاع کی جاتی ہے کہ منشی عبد السمیع صاحب محصل بیت المال کو ان اضلاع میں محصل مقرر کر کے بھیجا جاتا ہے۔ عہدیداران سے گذارش ہے کہ وہ ان کے کام میں ہر ممکن سہولت بہم پہنچانے کی کوشش فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ ناظر بیت المال۔ قادیان۔

جلسہ السنہ

محبی عزیزی ڈاکٹر محمد رمضان صاحب نے ایک عمدہ تحریک کی ہے کہ اگلے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر بھی جلسہ زبانوں کا کیا جائے اور اسکے واسطے ابھی سے طیاری کر کے بعض دوستوں کو نئی نئی زبانیں سیکھنے کی تحریک کی جائے۔ چنانچہ زبان لاطینی کا سیکھنا انہوں نے اپنے ذمہ لیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اور اس عزم میں پورا اترنے کی توفیق دے اور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء

"پیغام صلح" میں پُرانے اعتراضات کا اعادہ

بلادِ غربیہ میں طریق تبلیغ

(نمبر ۲)

"الفضل" کے ایک گذشتہ پرچہ میں "یورپ میں طرزِ تبلیغ" کے متعلق جو مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تحریر سے ثابت کیا گیا ہے کہ جس رنگ اور جس طریق سے احمدی مبلغ بلادِ غربیہ میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی فرمودہ ہے۔ ایسی صورت میں کسی احمدی کہلانے والے کا حق نہیں۔ کہ اسپر اعتراض کرے۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ تحریر موجود نہ بھی ہوتی۔ تو بھی کوئی صاحب دانش و بینش ہمارے مبلغین کے طریق تبلیغ کو قابل اعتراض نہیں قرار دے سکتا تھا۔

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ یورپ میں "احمدیت" کی تبلیغ نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ اسلام کی کرنی چاہیئے۔ اور احمدی مبلغین پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ وہ "اپنے لیکچروں اور لٹریچر میں اسلام کی بجائے احمدیت کی زیادہ تبلیغ کرتے ہیں"۔ ان کے اعتراض کا مفہوم سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ کہ احمدیوں کے نزدیک جو حقیقی اور اصلی اسلام ہے۔ اسے یورپ میں کیوں پیش کرتے ہیں۔ اور کیوں اس اسلام کو پیش نہیں کرتے۔ جسے ان پر اعتراض کرنے والے اصل اسلام سمجھتے ہیں۔ کیونکہ احمدی مبلغ یہ نہیں کہتے۔ کہ ہم یورپ میں اسلام نہیں پیش کرتے۔ بلکہ احمدیت پیش کرتے ہیں۔ بلکہ ان کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ ہمارے نزدیک جو سچا اسلام ہے۔ اسے ہم پیش کرتے ہیں۔ اور اسی کا نام احمدیت ہے۔ ایسی صورت میں ان کے طریق تبلیغ پر اعتراض کرنے کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ جسے وہ حقیقی اسلام سمجھتے ہیں۔ اُسے اہل یورپ کے سامنے کیوں پیش کرتے ہیں۔ اور کیوں اس اسلام کو پیش نہیں کرتے۔ جسے معترض اصل اسلام سمجھتا ہے۔

یہ مطالبہ کہاں تک صحیح اور حق بجانب ہے۔ اس کے متعلق ہمیں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے۔ کہ جب ایک احمدی مبلغ سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اس اسلام کی تبلیغ نہ کرے۔ جو اس کے نزدیک حقیقی اسلام ہے۔ تو بتایا جائے۔ پھر وہ کونسے اسلام کی تبلیغ کرے۔ کیا اس اسلام کی جو شیعوں کے نزدیک اسلام ہے۔ یا اس اسلام کی جو وہابیوں کے نزدیک اسلام ہے یا اس اسلام کی جو چکڑالویوں کے نزدیک اسلام ہے۔ یا اس اسلام کی جو حنفیوں کے نزدیک اسلام ہے۔ ان سب فرقوں میں اسلام کی تشریحات کے متعلق اختلاف ہیں۔ اور ہر ایک فرقہ اپنے ہی عقائد کو حقیقی اسلام سمجھتا ہے۔ اس طرح کس کس کے مطالبہ کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ پھر اگر ایک احمدی مبلغ سے یہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ جسے وہ حقیقی اسلام سمجھتا ہے۔ اس کی تبلیغ نہ کرے۔ بلکہ اس اسلام کی تبلیغ کرے۔ جسے مطالبہ کرنے والے صحیح اسلام سمجھتے ہیں۔ تو کیا یہی مطالبہ ایک شیعہ مبلغ سے حنفی مسلمان نہیں کر سکتے۔ اور حنفی مبلغ سے اہل حدیث مسلمان نہیں کر سکتے۔ اور اہل حدیث مبلغ سے چکڑالوی مسلمان نہیں کر سکتے۔ ان حالات میں کس طرح ممکن ہے۔ کہ کوئی مسلمان خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔ تبلیغ کر سکے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ اس قسم کا مطالبہ ہی نہایت لغو اور فضول ہے۔ اور احمدی مبلغوں سے محض اس لئے کیا جاتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی اشاعت اسلام کے متعلق سعی اور کوشش میں روڑا اٹکایا جائے۔ ورنہ صاف بات ہے۔ کہ جو شخص اپنی نجات اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری سمجھتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں جس انسان نے خدا تعالیٰ کا مامور اور مرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اسے قبول کر اور اس نے اسلام کی جو تشریح و توضیح فرمائی ہے۔ اس پر عمل کرنا اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھے۔ اس کے متعلق یہ امید کرنا کہ جب وہ غیر مسلموں کو دعوت دے۔ تو ان لوگوں کے عقائد اور خیالات قبول کرنے کی دعوت دے۔ جو اس کے پیشوا اور ہادی کو مفتری اور جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ بہت بڑی جہالت اور نادانی ہے۔ اسی طرح جو شخص شیعہ عقائد کو اپنے لئے فلاح دارین کا باعث سمجھتا ہے۔ اس کی نسبت یہ توقع کرنا کہ غیر مسلموں کو سنی عقائد کی تلقین کرے۔ نادانی ہے۔ یہی بات ہر فرقہ اور ہر گروہ کے لوگوں کے متعلق کہی جا سکتی ہے۔ اور کسی کو حق نہیں پہنچتا۔ کہ اس قسم کی توقع رکھکر یہ کہے کہ فلاں جماعت یا فلاں فرقہ کا مبلغ غیر مسلموں میں کیوں اپنے عقائد کی تبلیغ کرتا ہے۔ وہ اپنے عقائد کی جنہیں وہ سچا سمجھتا ہے تبلیغ نہ کرے۔ تو کیا ان عقائد کی کرے۔ جنہیں جھوٹا قرار دیتا ہے۔ اور جنہیں جھوٹے ہونے کی وجہ سے وہ خود ترک کر چکا ہے۔

اگر ٹھنڈے دل کے ساتھ اور تعصب و عداوت سے الگ ہو کر سوچا جائے۔ تو صاف معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہر ایک شخص جو اشاعت اسلام کے مقصد اور مدعا کو لیکر کھڑا ہوتا ہے اس کا اخلاقی اور مذہبی فرض یہی ہے۔ کہ عقائد اسلام کی جن تشریحات کو وہ خود درست اور صحیح تسلیم کرتا ہے۔ انہی کی دوسروں کو تلقین کرے۔ دیانت اور امانت بھی اس سے یہی تقاضا کریگی۔ لیکن ہمارے غیر مبائع دوست اور ان کے ہمنوا بعض لوگ یہ چاہتے ہیں۔ کہ احمدی مبلغ دیانت داری کو چھوڑ کر فریب کاری سے کام لیں۔ اور جن عقائد کو وہ غلط سمجھتے ہیں۔ ان کی تلقین کریں۔ ہم پوچھتے ہیں۔ اگر حقیقی مسلمان بننے کے لئے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا اعتراف اور آپ کی بیان فرمودہ اسلامی عقائد کی تشریحات کا اقرار ضروری نہیں۔ تو پھر غیر مبائعین اپنے آپ کو کیوں حضرت مرزا صاحب کے پیرو قرار دیتے ہیں۔ اور اس میں اپنے لئے کیا روحانی اور دینی فائدہ سمجھتے ہیں۔ اگر غیر مبائعین کے سب سے بڑے یورپ کے مبلغ خواجہ کمال الدین صاحب کا یہ مشہور قول درست ہے کہ میں حضرت مرزا صاحب کو مان کر عیسائیت کا بپتسمہ پانے سے بچ سکا۔ ورنہ کبھی کا عیسائی ہو چکا ہوتا۔ تو پھر کیوں عیسائیوں کو مسلمان بنانے کے لئے ان کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود با جود خدا تعالیٰ کے زندہ نشانات کے طور پر پیش کرنا ضروری نہیں۔

ہمارے یہ غلطی خوردہ بھائی اسی بات پر غور کریں۔ کہ جس طرح ان کی روحانیت کی تکمیل کے لئے اور حقیقی مسلمان بننے کی خاطر ضروری ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن سے وابستگی کا دعویٰ کریں۔ اسی طرح مغربی ممالک کے انسانوں کو مسلمان بننے کے لئے بھی ضروری ہے کہ آپ کو قبول کریں۔ جو شخص ان کے لئے حضرت مرزا صاحب کا ماننا ضروری نہیں سمجھتا۔ وہ خود کس مُنہ سے آپکے ماننے کا دعویٰ کرتا ہے۔

ہندوؤں کی تمنا انگلستان میں پوری ہوئی

گائے ذبح کرنے پر آئے دن ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں پر یورش ہوتی رہتی ہے۔ اور جہاں ہندوؤں کا بس چلتا ہے ایک حیوان کی خاطر انسانوں کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ گائے چونکہ بہت مفید اور فائدہ رساں جانور ہے۔ اس لئے ذبح کرنے کی بجائے اس کا زندہ رکھنا ضروری

ہے۔ گو یہ دعویٰ کرنے والوں نے کبھی اس سوال کا جواب نہیں دیا کہ اگر گائے دودھ۔ گھی دینے کی وجہ سے اس قابل ہے۔ کہ اسکی جنس کے ایسے افراد کو بھی ذبح نہ کیا جائے۔ جو دودھ دینے کے ناقابل ہوں۔ تو پھر کیوں بھینس کے متعلق بھی یہی طریق اختیار نہیں کیا جاتا۔ اور اس کے بچانے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ حالانکہ دودھ گھی کے لحاظ سے گائے کو بھینس سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے لیکن گائے کی حفاظت کی یہ دلیل اس موازنہ سے بھی باطل ہو جاتی ہے۔ کہ ہندوستان میں جہاں ۲۲ کروڑ ہندو گایوں کی حفاظت کیلئے کھڑے ہیں۔ دودھ کی کس قدر افراط ہے۔ اور ولایت میں جہاں کا قریباً ہر شخص گائے کا گوشت کھاتا اور روزانہ ہزاروں گائیں ذبح کی جاتی ہیں۔ دودھ کی کیا حالت ہے۔

اس کے متعلق ہم آریہ اخبار "ملاپ" (۱۶ر فروری) کی حسب ذیل سطور پیش کرتے ہیں:۔

"جس ہندوستان میں دودھ کی نہریں بہتی تھیں۔ اب اس ہندوستان میں تو دودھ مہنگا ہے۔ لیکن لنڈن میں دودھ ۵۰ فیصدی سستا ملتا ہے۔ دہلی میں لارڈ اروِن وائسرائے ہند کی زیر صدارت مسٹر ولیم سمتھ نے ایک لیکچر دیا ہے جس میں آپ نے ہندوستان میں دودھ کی ناگفتہ بہ حالت کے متعلق اپنے اکیس سالہ تجربہ کو بیان کیا۔ اور بتلایا کہ سوائے پنجاب کے باقی کل صوبوں میں دودھ دینے والے مویشیوں کی حالت دن بدن خراب ہوتی چلی جارہی ہے۔ اسی طرح لارڈ اروِن نے کہا کہ پچھلے دنوں اخبارات میں یہ شائع ہوا تھا۔ کہ ہمیں پشوؤں پر ساٹھ کروڑ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ ان باتوں سے ظاہر ہے۔ کہ باوجود اتنے خرچ کے ہندوستان میں نہ تو پشوؤں کی حالت بہتر ہے۔ اور نہ دودھ سستا ہوا ہے"۔

دراصل یہ نتیجہ ہے اس ضد اور ہٹ کا۔ جو ہندوؤں کی طرف سے نکمے مویشیوں کو ذبح کرنے کے خلاف کی جاتی ہے۔ ایسے حیوانات جب ساٹھ کروڑ روپیہ خرچ کرنے کے باوجود بھی نہ صرف یہ کہ کسی رنگ میں ملک کیلئے مفید نہ بن سکے۔ بلکہ فائدہ دے سکنے والے مویشیوں کو بھی نقصان پہنچانے کا باعث بن گئے۔ تو بآسانی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ دودھ دینے کے ناقابل مویشیوں کا ذبح کر دینا ہی مناسب اور مفید ہے۔ اور ولایت میں چونکہ ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہندوستان کی نسبت وہاں دودھ سستا ہے۔

گائے کے متعلق انگلینڈ کا قانون

جو لوگ اشربوا فی قلوبہم العجل بکفرہم کے پورے پورے مصداق بن چکے ہوں۔ ان سے کیونکر توقع ہو سکتی ہے۔ کہ اس واضح اور تجربہ شدہ بات کو تسلیم کر لیں گے کہ ہندوستان میں دودھ کی کمی اور مویشیوں کی حالت دن بدن خراب ہونے کی یہی وجہ ہے۔ کہ بے کار اور نکمے مویشیوں کو ذبح کر کے ان سے فائدہ نہیں اُٹھایا جاتا۔ بلکہ ان کو زندہ رکھ کر کام کے مویشیوں کی خوراک میں حصہ دار بنایا جاتا ہے۔ چنانچہ اخبار "ملاپ" ہندوستان کی نسبت لنڈن میں دودھ سستا ہونے کو "حیرت انگیز" قرار دیکر اپنی اور اپنے ہم مذہبوں کی حیرت کو اس طرح دور کرنا چاہتا ہے۔ کہ

"یہ حیرت اس وقت دُور ہو جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انگلینڈ میں دودھ دینے والی گائے کو ایک لاٹھی مارنا بھی جرم ہے۔ اور ہندوستان میں دودھ دینے والی گائیوں کو ذبح کرنا بھی کسی گناہ میں داخل نہیں۔ اس تفاوت کی موجودگی میں اگر ہندوستان دن بدن دودھ سے خالی ہو رہا ہے۔ تو تعجب ہی کیا ہے"۔

جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ اور جہاں تک عقل کا تقاضا ہے یہی کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان میں دودھ دینے والی گائیوں کو قطعاً ذبح نہیں کیا جاتا۔ ذبح ایسی گائیوں کو کیا جاتا ہے جنہیں دودھ دینے کے ناقابل سمجھا جاتا ہے۔ یا جو اس قدر کم دودھ دیتی ہیں۔ کہ اپنے خرچ کو بھی پورا نہیں کر سکتیں۔ اور ایسی گائیوں کو انگلینڈ میں بھی ذبح کیا جاتا ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے۔ کہ انگلینڈ میں دودھ دینے والی گائے کو ایک لاٹھی مارنا بھی جرم ہے تو کیا گوشت کی خاطر گائیوں کو ذبح کرنا بھی جرم ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر ہندوستان میں گائیوں کے ذبح کرنے کو کیوں انگلینڈ کے مقابلہ میں دودھ کی کمی کا باعث قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہندوستان میں گائیوں کے ذبح کرنے میں ۲۲ کروڑ انسانوں کی طرف سے جس قدر روکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں۔ ان کا عشر عشیر بھی انگلینڈ میں نہیں ہے۔

ہم مسلمان اس بارے میں اس قانون کی بڑی خوشی سے پابندی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جو انگلینڈ میں گائیوں کے متعلق جاری ہے۔ اور اس طرح اس تفاوت کو دور کر دینے کے لئے ہمہ تن تیار ہیں۔ جس کی وجہ سے ہندوستان میں انگلستان کی نسبت دودھ بہت مہنگا ملتا ہے۔ لیکن کیا ہندو صاحبان بھی اس کے لئے تیار ہیں۔

ہماری طرف سے اجازت ہے۔ کہ انگلینڈ کی طرح ہندوستان میں بھی دودھ دینے والی گائے کو ایک لاٹھی مارنا جرم قرار دے دیا جائے۔ لیکن کیا ہندو صاحبان مسلمانوں کو انگلینڈ کے اس قانون پر بھی آزادی کے ساتھ عمل کرنے کی اجازت دینگے جس کی رُو سے وہاں گائیں ذبح کی جاتی ہیں۔ اور اس پر کسی طرح سے روکاوٹ کا موجب نہ بنیں گے۔

خلافت کمیٹی کی ضرورت کیا ہے؟

خلافت کمیٹی کی بنیاد ہندوستان میں کیونکر پڑی۔ اس کے عالم سے وجود میں آنے کے کیا اسباب ہوئے۔ اس کی تخلیق کے کیا مقاصد تھے۔ یہ ایسی باتیں ہیں۔ جنہیں ہندوستان کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ اور اگر کسی کو معلوم نہ ہوں۔ تو تازہ خلافت کانفرنس کے صدر کے الفاظ میں سن لے کہ:۔

"خلافت کمیٹی کے مقاصد دو تھے (۱) خلافت عظمیٰ کے اقتدار کو بحال کرانا اور جزیرۃ العرب کی آزادی (۲) برادران وطن کے ساتھ ملکر حصول سوراجیہ کے لئے جدوجہد کرنا"۔

لیکن جب ان مقاصد میں سے کسی میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ جس خلافت کے اقتدار کو بحال کرانا منظور تھا۔ اسے خود حاملان خلافت ترکوں نے ہی پارہ پارہ کر دیا۔ اور خلافت کمیٹی جس کی پیدائش کی بہت بڑی وجہ بالفاظ صدر موصوف یہ تھی۔ کہ "خلیفۃ المسلمین کا اقتدار قسطنطنیہ میں بھی نہ رہا تھا۔ اور ان کی حیثیت ایک قیدی کی سی رہ گئی تھی"۔ جب پروان چڑھی۔ تو "خلیفۃ المسلمین" کی حیثیت قیدی کی سی بھی باقی نہ رہی۔ جزیرۃ العرب پر سلطان ابن سعود نے قبضہ کر لیا۔ جسے خلافت کمیٹی ناجائز اور جزیرۃ العرب کی آزادی کے خلاف سمجھتی ہے۔ ہندوؤں کے ساتھ ملکر سوراجیہ حاصل کرنے کا خواب بھی ختم ہو گیا۔ ایسی صورت میں مختلف سمتوں سے یہ صدائیں بلند ہونے لگی ہیں۔ کہ اب خلافت کمیٹی کی ضرورت کیا باقی رہی۔ اور اگر کچھ ضرورت ہو بھی۔ تو یہ کیا ضرور ہے کہ اس کو اسی نام سے باقی رکھا جائے۔

چونکہ یہ صدائیں بیجا نہیں۔ بالکل صحیح اور درست ہیں۔ جو خداوندان خلافت کمیٹی کے کانوں تک پہنچکر انہیں پریشان کر رہی ہیں۔ اس لئے انہوں نے کوئی نہ کوئی جواب گھڑنا ضروری سمجھا ہے جسے آل انڈیا خلافت کانفرنس لکھنؤ کے صدر مجلس استقبالیہ نے پیش کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"منصب خلافت سے دست برداری کبھی لمحہ اور کسی آن ممکن نہیں۔ ہر انسان اول میں بھی خلیفہ ہے۔ اور آخر میں بھی جسد خاکی میں جس وقت رُوح داخل ہوتی ہے اپنے ہمراہ منصب خلافت کو لیکر داخل ہوتی ہے۔ اور جب تک خود روح نہ نکل جائے کوئی قوت اس منصب سے انسان کو بیدخل نہیں کر سکتی۔ یہ لقب ہندوستان کی مرکزی خلافت کمیٹی کا گڑھا ہوا نہیں۔ مولانا شوکت علی کا ایجاد کیا ہوا نہیں۔ بلکہ اس بڑی سرکار کا بخشا ہوا ہے۔ جس کے یہاں ہم کو خود جامہ انسانیت درخلعت وجود عطا ہوا ہے۔ طبیعتیں اگر اس خطاب سے اکتا گئی ہیں۔ تو اس خطاب کی واپسی اسی سرکار میں کرنی چاہئے جہاں سے یہ مرحمت ہوا تھا"۔ (ہمدم یکم مارچ ۱۹۲۷ء)

اس کے متعلق صرف اتنا ہی بتا دیا جائے۔ کہ کیا خلافت کمیٹی کی تخلیق کا باعث یہی نکات تھے۔ اور تو اور خود مولوی عبدالماجد صاحب صدر مجلس...

مکتوب امام علیہ السلام

مغضوب علیہم اور انعمت علیہم

(بحث)

ایک صاحب نے چند سوالات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی خدمت اقدس میں بھیجکر گذارش کی۔ کہ حضور ان کے جوابات مرحمت فرمائیں۔ ذیل میں وہ سوالات معہ حضور کے جوابات درج کئے جاتے ہیں:-

سوال اوّل:- کیا مغضوب علیہم انعمت علیہم کی عین نقیض ہے؟

جواب:- خدا تعالےٰ کی صفات ایسے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں۔ کہ ان کے متعلق کسی ایک حالت کو نقیض کہنا تفصیلی واقعات کے خلاف ہو جاتا ہے۔ یہ اصطلاحیں انسانوں نے اپنے محدود معانی میں بنائی ہیں۔ کہ شواہد قدرت تک ہی ان کا صحیح اطلاق ہوتا ہے اللہ تعالےٰ کی صفات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اصطلاح اپنے حقیقی معنوں پر چسپاں نہیں ہو سکتی۔ ہاں اگر نام کو دیا جائے۔ تو جسے منعم علیہم کہتے ہیں۔ وہ مغضوب علیہم نہیں کہلا سکتے۔ ایسی صورت میں بے شک نقیض ہوتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کی نعمتوں سے خواہ کوئی کتنا ہی شقی اور مغضوب ہو حصہ پا رہا ہے +

سوال دوم:- یہودیوں کو جو مغضوب علیہم کہا گیا ہے ہمیں کیونکر علم ہوا یا ہو کہ واقعی مغضوب ہیں۔ ان کے مغضوب ہونے کے کیا نشانات تھے یا ہیں۔ جن سے قرآن اور اسلام نے ان کے مغضوب علیہم ہونے کی تصدیق کر دی؟

جواب:- یہودیوں کو جو مغضوب علیہم کہا جاتا ہے۔ اس کی بعض وجوہ ہیں۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان کے اندر سے الہام اور وحی کے حاصل کرنے کی طاقت مفقود کر دی گئی۔ اور وہ قوم جو کہ کسی زمانے میں سب دوسری قوموں سے زیادہ الہام الٰہی کی حامل تھی۔ اس سے ایسی بے بہرہ ہو گئی۔ کہ اس دروازہ ہی کو قطعی طور پر بند یقین کر بیٹھی ہے۔ دوسرے ان کے ساتھ حکومت کا وعدہ تھا۔ سلطنت اور حکومت ان سے چھین لی گئی۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے بادشاہت سے محروم کر دیئے گئے۔ یہ دو ظاہری علامتیں ہیں۔ جو ان کی دو باطنی حالتوں کے نشان کے طور پر پیدا کی گئی ہیں۔ اور وہ باطنی علامتیں یہ ہیں۔ اوّل خدا تعالےٰ کے انبیاء کی تعلیم سے ان کا منہ موڑنا اور ان کی سختی سے مخالفت کرنا بلکہ ان کی تحقیر اور استہزاء کرنا۔ چونکہ اس طریق پر انہوں نے کلام الٰہی کی تذلیل اور تحقیر کی تھی۔ ان کو اس نعمت سے محروم کر دیا گیا اور وہ مغضوب علیہم ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام کا دروازہ گو بہت ہی تنگ صورت میں ہو کفار کے لئے بھی کھلا ہے لیکن تاریخ بتلاتی ہے۔ کہ یہود اس نہایت ہی تنگ سوراخ سے بھی ایک ایسا محدود حصہ پاتے ہیں۔ جو کہ دنیا کی نظروں سے کم از کم مخفی ہے۔ ہندوؤں۔ عیسائیوں۔ زرتشتیوں میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو کچھ نہ کچھ الہام کا حصہ پاتے ہیں۔ اور بعض اپنی نادانی کی وجہ سے اس پر مغرور ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہودی تاریخ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ان میں ایسے آدمی بالکل عنقاء کی طرح ہیں۔ اسلام کے سوا دوسری قوموں میں بھی روحانیت کے مدعی پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہود میں نہیں پائے جاتے۔

دوسری بات جو خدا تعالےٰ کے غضب کو بڑھانے والی ان کے اندر پیدا ہوئی۔ وہ یہ تھی۔ کہ انہوں نے اپنی حکومت کی وجہ سے دوسری قوموں کو حقیر سمجھنا شروع کر دیا۔ پس اللہ تعالےٰ نے اس کی سزا میں ان سے حکومت کی نعمت چھین لی۔ اور بیس سال ہو گئے۔ کہ پہلے چند صدیوں تک جزئی طور پر اور پھر کلی طور پر ان دونوں نعمتوں سے محروم ہیں۔ باقی دولت ان کے پاس ہے۔ خوب کماتے ہیں۔ اپنی قوم کی پاسداری کرتے ہیں۔ اور اپنے اپنے حلقہ میں معزز بھی سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن یہ انعامات اسی رنگ میں ہیں۔ جس رنگ میں کہ میں پہلے سوال کے جواب میں لکھ چکا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی صفات ظاہر ہوتی رہتی ہیں +

سوال سوم:- کیا اگر واقعی یہی علامات اب کسی قوم میں پائے جائیں۔ تو وہ بروئے قرآن مغضوب علیہم کی جائیگی یا نہیں؟

جواب:- یقیناً جس قوم کے متعلق اللہ تعالےٰ وہی فیصلہ کرے جو یہود کے متعلق تھا۔ تو وہ یہودی کہلائے گی۔ اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک قوم اس زمانہ میں یہود کہلانے کی مستحق ہے +

سوال چہارم:- انعمت علیہم کون لوگ ہوئے بروئے قرآن ان کی شناخت کے کیا نشانات و علامات ہیں؟

جواب:- انعمت علیہم یہودیوں کے مقابلہ میں ایسی قوم کا نام ہے۔ جس کے اندر خدا تعالےٰ نبوت اور بادشاہت کی قابلیتیں رکھ دے +

سوال پنجم:- کیا اگر وہی علامات یا نشانات جو انعمت علیہم کے ہیں۔ کسی قوم میں پائے جائیں۔ تو وہ انعمت علیہم میں شمار ہو سکتی ہے؟

جواب:- یقیناً جس قوم کے اندر انعمت علیہم کے علامات پائے جائیں۔ وہ انعمت علیہم کہلائیگی۔ اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی انعمت علیہم کے ماتحت ایک قوم ہے +

سوال ششم:- جناب رسول کے عہد سے لیکر خلفاء اور بعد جناب رسول صلعم کے عہد تک مسلمان قوم کی قوم انعمت علیہم تھی یا صرف چند نفوس ہی تھے؟

جواب:- ساری کی ساری قوم اور بعد میں بھی رہی اور صدیوں تک رہی۔ بلکہ بحیثیت مسلم کہلانے کے اب تک بھی ہے۔ ان میں سے ایک گروہ ایسا ہے۔ جو انعمت علیہم میں شامل ہے +

سوال ہفتم:- آیت استخلاف میں حقوق خلافت صرف ایک فرد کو حاصل ہیں۔ یا تمام کی قوم کو؟

جواب:- اس میں دونوں خلافتیں شامل ہیں جزوی خلافت بھی شامل ہے۔ جس میں خلافت نبوت اور خلافت نیابت دونوں شامل ہیں اور قومی خلافت بھی شامل ہے۔ کیونکہ جس قوم میں خلفاء ہوتے ہیں وہ بھی خلیفہ ہوتے ہیں۔ جس قوم میں بادشاہ ہوتے ہیں۔ وہ قوم بھی بادشاہ ہوتی ہے +

سوال ہشتم:- بروئے قرآن صالح کون لوگ ہیں؟

جواب:- قرآن کریم کی رُو سے صالح وہ لوگ ہیں۔ جو کسی کام کی اہلیت رکھتے ہیں۔ پس یہ لفظ جس عمل اور موقع پر استعمال کیا جائے اس کے رُو سے اس کے معنے کئے جائیں گے +

سوال نہم:- کم از کم وہ کون سے ایسے علامات ہیں جو اگر کسی قوم یا فرد میں پائے جائیں۔ تو پھر ہم اسے مسلمان کہہ سکتے ہیں۔ یا اگر وہ نہ پائے جائیں تو ہم اسے شرعی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کہہ سکیں؟

جواب:- وہ علامات یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ پر ایمان رکھے۔ ملائکہ پر ایمان رکھے۔ اس کے تمام انبیاء پر ایمان رکھے۔ اس کی کتابوں پر ایمان رکھے۔ قضاء و قدر پر ایمان رکھے اور بعثت بعد الموت پر ایمان رکھے۔ جس شخص میں یہ باتیں پائی جائیں وہ شرعی طور پر مسلمان ہے۔ اور جس میں ان میں سے ایک نہ پائی جائے یا اس کا جز نہ پایا جائے۔ وہ شرعی طور پر کافر ہے۔

سوال دہم:- کیا واقعی جناب مرزا صاحب مرحوم و مغفور ایسے ہی نبی اور رسول تھے جیسے کہ انبیاء و رسل سابق۔ اور کیا واقعی جناب مرحوم کی نبوت اور رسالت کا منکر شرعی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے؟

جواب:- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بلحاظ نبوت کے ایسے ہی نبی تھے جیسے کہ پچھلے نبی تھے۔ گو اقسام نبوت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کی نبوت کو پچھلے انبیاء کی نبوت سے فرق ہے۔ یعنی پہلے نبی براہ راست نبوت پاتے تھے۔ اور آپ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے نبوت پائی۔ قرآن کریم میں ہی لکھا ہے۔ کہ جو کسی نبی کا منکر ہو وہ کافر ہوتا ہے۔ اور شریعت قرآن شریف ہی کی تعلیم کو کہتے ہیں +

سہیل سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر دنیا کی قدر اللہ تعالیٰ کی نظر میں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی۔ تو کبھی بھی اللہ تعالےٰ کسی دہریہ کو ایک گھونٹ بھی پانی کا نہ دیتا۔ (ترمذی)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی لاہور میں مصروفیتیں

۳ر مارچ ۲۷ء صبح ۹-۱۰ بجے کے درمیان پروفیسر بشیر احمد صاحب فورمن کرسچن کالج لاہور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ حضرت کے حضور نہایت مودبانہ طریق سے کوشانیوں پہنے ہونے کے باوجود دوزانو بیٹھے۔ اور بڑے احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور سے گفتگو کرتے رہے۔

تجارتی امور پر گفتگو

اتفاق کی بات ہے۔ اس وقت حضرت کی مجلس کا اکثر حصہ جماعت احمدیہ لاہور کے تاجر احباب پر مشتمل تھا۔ اور جو دیگر اصحاب تھے۔ وہ بھی یا تو تاجر تھے یا تجارت کے حامی تھے۔ غرض یہ مجلس زیادہ تر تاجر لوگوں پر مشتمل تھی۔ اور چونکہ ہر ایک شخص اپنے مذاق اور اشغال کی رغبت سے اکثر باتیں کیا کرتا ہے۔ اس لئے اس مجلس میں تجارت کا ذکر چل پڑا اور حضور نے جن امور پر اس وقت روشنی ڈالی۔ وہ اسی قبیل کے تھے۔ مثلاً بنکنگ کے متعلق ذکر آیا۔ تو فرمایا۔ اگر بنکنگ کا کوئی ایسا طریق معلوم ہو جائے۔ جس سے بنکنگ کی غرض بھی پوری ہو اور سود کی لعنت بھی مسلمانوں کے سر نہ پڑے۔ تو بھی ایک مشکل مسلمانوں کی راہ میں حائل ہے۔ اور وہ یہ کہ مذہب سے غفلت کے باعث مسلمانوں میں دیانت بھی کم ہو گئی ہے۔ اب اگر وہ کسی سے قرض لینا چاہیں تو نہیں ملتا۔ اور اگر انہیں کوئی موقعہ ترقی کا مل جائے تو اپنی بددیانتی سے اسے کھو بیٹھتے ہیں۔

مسلمانوں کی ناتجربہ کاری

ان سب باتوں کے علاوہ وہ تجارت اور مینو فیکچرنگ میں بھی ناتجربہ کار ہیں۔ اس لئے بھی نقصان اٹھاتے ہیں۔ ایک ہندو جب کوئی کاروبار شروع کرتا ہے۔ تو اس سے پہلے ایک عرصہ تک وہ کاروباری اور تجارتی تجربہ حاصل کرتا رہتا ہے۔ لیکن ایک مسلمان اس بات کی پرواہ کئے بغیر کام شروع کر دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہندو اپنے تجربہ کی بناء پر ترقی کر جاتا ہے۔ اور مسلمان اپنی ناتجربہ کاری کے سبب نقصان اٹھاتا ہے۔ چنانچہ میں نے کشمیر میں بھی ایک ایسی مثال دیکھی۔ اور ایسے واقعات ہر جگہ ہو رہے ہیں۔ کشمیر میں ان دنوں میں گیا۔ مجھے ایک مسلمان کی دکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ یہ دکان تھوڑے ہی عرصہ میں کافی ترقی کر گئی تھی۔ لیکن جب میں دوسری دفعہ گیا۔ تو اس پر تو پورے تنزل کے نشان ظاہر تھے۔ اور اس کے پاس ہی ایک ہندو کی اسی قسم کی دکان تھی۔ جو پوری ترقی پر تھی۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ کہ وہ دکان جو بعد میں کھلی ترقی پر ہے اور یہ پرانی دکان تنزل پر۔ اس پر مجھے بتایا گیا کہ نئی دوکان کا مالک (یعنی ہندو) پہلے مسلمان کی دوکان کا منیم تھا مگر اب کچھ عرصہ سے اس نے اپنی دوکان کھول لی ہے۔ غرض ہندو تجربہ حاصل کر کے کام شروع کرنے کا یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ وہ ترقی کر جاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی ناتجربہ کاری کا یہ انجام ہوتا ہے کہ وہ نقصان اٹھاتے ہیں۔

بددیانتی کا مرض

چونکہ مسلمانوں میں بددیانتی کا مرض بھی پیدا ہو گیا ہے۔ اس لئے ان کو قرض پر روپیہ بھی نہیں مل سکتا۔ کہ نقصان کے بعد اپنے آپ کو سنبھال سکیں یا ترقی کے ذرائع اختیار کر سکیں۔ ہندوؤں میں بھی بددیانت ہوتے ہیں۔ انگریزوں میں بھی اور دوسری قوموں میں بھی۔ مگر وہ اپنے تجربہ کی بناء پر اس رنگ میں اور اس حد تک بددیانتی کرتے ہیں۔ کہ اعتبار بھی قائم رہے اور بددیانتی بھی ہو جائے۔ کسی مسلمان کو بددیانتی تو کرنی ہی نہیں چاہیئے۔ کیونکہ شریعت نے بددیانتی کو گناہ ٹھہرایا ہے۔ مگر مسلمان بددیانتی کرتے اور اس طرح کرتے ہیں۔ کہ ظاہر ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ انہیں روپیہ نہیں دیتے میں نے بغداد کی تاریخ میں پڑھا ہے۔ کہ پہلے زمانہ میں لوگ تاجروں پر بہت اعتبار کرتے تھے۔ ان کو روپیہ پیسہ زیور وغیرہ دے دیتے تھے۔ ان کے بہی کھاتے ہوتے تھے۔ جن میں وہ ہر ایک دینے والے کا نام پتہ اور کیفیت لکھ لیتے اور جب واپس لوٹتے تو جتنا منافع بحصہ رسدی آتا سب کو ادا کر دیتے۔ غرض ان کا یہ کاروبار سارا اعتبار پر ہی ہوتا تھا۔

وراثت کی تقسیم

ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔ اسلامی اصل تو یہ ہے کہ دولت تقسیم ہوتی رہے تا ہر ایک کو ترقی کا موقعہ مل سکے۔ کیونکہ اگر تقسیم نہیں ہو گی۔ تو جس کے پاس وہ جائے گی۔ اسے آئندہ ترقی کرنے سے روک دیگی۔ لیکن اگر تقسیم ہو جائیگی۔ تو ظاہر ہے کہ تقسیم سے اس میں کمی پیدا ہو گی۔ لیکن سمجھدار ہو گا۔ وہ اس بات کی کوشش کریگا۔ کہ اسے بڑھائے اس طرح دولت تقسیم ہو کر ہر ایک کے لئے ترقی کا موقعہ پیدا کرتی ہے۔ اس کے یہ معنے ہوئے کہ اسلام نے تقسیم دولت کی جو غرض رکھی ہے وہ یہ ہے کہ ہر ایک میں ترقی کرنے کی لیاقت پیدا ہو۔

تقسیم اراضی

ایک شخص نے عرض کیا۔ ہم لوگ اپنی زمینوں کو ترقی نہیں دے سکتے۔ کیونکہ یہ تقسیم ہو جاتی ہیں۔ اور اس طرح رقبہ اس قدر قلیل رہ جاتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص چاہے کہ Implements (آلات کشاورزی) لگائے تو اس کے لئے مشکل ہوتا ہے۔ اس کے متعلق فرمایا۔ یہ کوئی مشکل امر نہیں۔ ہندوستان میں مشترکہ مفاد کے لئے مل کر کام کرنے کی اگر اہلیت پیدا ہو جائے۔ تو یہ بالکل آسان بات ہو جاتی ہے۔ اور ایسی اہلیت پیدا کرنے سے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ امریکہ میں یہ طریق ہے۔ کہ زمین تقسیم ہوتی ہوتی خواہ کتنے ہی قلیل رقبہ تک کیوں نہ پہنچ جائے۔ وہاں ایک ایک گاؤں کے لوگ مل کر اس قسم کے آلات منگوا لیتے ہیں۔ وہ انفرادی حیثیت سے نہیں مجموعی حیثیت سے منگواتے ہیں۔ یا گاؤں کا کوئی بڑا آدمی منگوا لیتا ہے۔ وہ آپ بھی استعمال کرتا ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے رقبوں والے دوسرے لوگ بھی استعمال کر کے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر ہمارے ملک میں یہ بات نہیں۔ لوگوں میں باوجود ضرورت کے اس قسم کا مادہ نہیں کہ وہ مشترکہ مفاد کے لئے مل کر کام کریں۔ اور یہ ایک نقص ہے۔ جسے اسلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ کہ اسلام نے تقسیم کے ذریعہ ترقی کے راستہ میں روک ڈالی۔ حالانکہ کام خود نہیں کرتے اور الزام اسلام پر لگاتے ہیں۔

سود کا نقصان

اسی طرح سود کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ اس کا نہ لینا اقتصادی ترقی کے لئے روک ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ ہم تاریخی طور پر دیکھتے ہیں۔ کہ انفرادی طور پر سود سے جو تباہی آئی ہے وہ تو الگ رہی مجموعی رنگ میں بھی جہاں سود کا لین دین ہوا وہاں بربادی ہو گئی۔ ایران نے سود لیا۔ وہ تباہ ہو گیا۔ مصر نے سود لیا وہ تباہ ہو گیا۔ اس ملک میں اودھ نے سود لیا وہ تباہ ہو گیا۔ جب سود اس طرح تباہی لاتا ہے۔ تو کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کے نہ لینے کا جو حکم اسلام میں ہے اس نے ترقی کے راستہ میں روک ڈال دی ہے۔ کم از کم اسلام سے تعلق رکھنے والوں کے لئے تو یہ ضرور ہی نقصان رساں ثابت ہے۔

مسلمانوں کا تجارتی تنزل

تجارتی تنزل کے متعلق سلسلہ کلام چھڑ جانے پر فرمایا مسلمان خطرناک طور پر اس تنزل کا شکار ہو رہے ہیں۔ کشمیر کی آبادی کا اکثر حصہ مسلمان ہے۔ اور مسلمانوں کا اکثر حصہ صنعت و حرفت کرتا ہے یا تجارت۔ چنانچہ کشمیر کی ایک وقت تھا دو کروڑ روپیہ سالانہ کی ایکسپورٹ (برآمد) تھی۔ مگر اب صرف سترہ لاکھ کی رہ گئی ہے۔ عام طور پر شال اور چاندی کے مال کی صنعت و حرفت اور تجارت کی جاتی تھی۔ مگر تجارت کے لئے جس طرح دیانتداری ضروری ہے۔ اسی طرح مال کا کھرا ہونا بھی ضروری ہے۔ لیکن کشمیر کے تاجروں نے یہ دونوں خوبیاں ضائع کر دیں۔ اور ادھر یہ مشکل پیش آ گئی۔ کہ کشمیر کے اس تجارتی فروغ کو دیکھ کر دوسرے ملکوں نے بھی اسی قسم کی چیزیں تیار کرنی شروع کر دیں۔ جو ان سے عمدہ بھی اور زیادہ سستی ہونے کے سبب عام طور پر رواج پا گئیں۔ کشمیر میں جو شال بنتے تھے ویسے ہی بلکہ ان سے زیادہ عمدہ شال فرانس وغیرہ ممالک نے تیار کر کے بھیجنے شروع کر دیئے۔ چونکہ وہ سستے ہوتے ہیں اور عمدہ بھی۔ اس لئے لوگ ان کو شوق سے لیتے ہیں۔

قصور جانے کی تجویز

ملک غلام محمد صاحب لاہوری معہ اپنے بیٹے ملک عبدالرحمٰن صاحب کے حضرت کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ان کے ہمراہ دو تین اور آدمی بھی تھے۔ ملک صاحب نے قصور میں فلور ملز قائم کی ہے۔ حضور نے

ملک صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ دل چاہتا ہے۔ کہ آپ کی مل دیکھیں مگر وقت تھوڑا ہے۔ اس پر ملک صاحب نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے خلفاء رضوان اللہ علیہم اور آپ کے اہلبیت سے خاص محبت رکھتے ہیں باصرار عرض کیا۔ حضور ضرور تشریف لے چلیں۔ میں روسائے قصور کو اس موقعہ پر جمع کروں گا اور یہ ایک موقعہ حاصل ہو جائے گا۔ کہ ان کو تبلیغ کیجائے حضور نے منظور فرما لیا۔ اور ملک صاحب انتظام کی خاطر چلے گئے۔

پروفیسر بشیر سے گفتگو

ملک صاحب کے تشریف لیجانے کے بعد حضرت صاحب نے پروفیسر بشیر صاحب سے فرمایا۔ آپ کوشش کریں۔ پروفیسروں کی ایک ایسی سوسائٹی قائم کی جائے۔ جو مسلمان طالب علموں کے متعلق یہ فیصلہ کیا کرے کہ ان کو کون کون سے کاموں کے لئے کن کن ممالک میں بھیجنا چاہیئے تا نوجوان مسلمان اس قسم کی تعلیم پا کر قوم کے لئے مفید ثابت ہو سکیں اگر اس قسم کی سوسائٹی بن جائے۔ تو بہت مفید ہو سکتی ہے۔ اگر لاہور میں ایسی سوسائٹی بن جائے تو باہر کے سکولوں کی منیجنگ کمیٹیوں کو کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ آئندہ ان لائنوں میں لڑکوں کو بھیجیں۔ میرا خیال ہے۔ اگر آج اس قسم کی سوسائٹی قائم ہو جائے۔ تو سات سال ہی میں اس کا نتیجہ نظر آ سکتا ہے۔ اس تجویز کو سن کر پروفیسر صاحب موصوف نے کہا میں کچھ ایسی ہی کوشش کر رہا ہوں۔ اور یہ فی الواقع مفید تجویز ہے۔ مسلمانوں کا مستقبل ضرور اس سے درست ہو سکتا ہے۔ میں ضرور اس کے لئے کوشش کروں گا۔

مسٹر ایم۔ اے۔ خاں

این ڈبلیو ریلوے کے ملازمین نے جس دنوں سٹرائک کی تھی۔ مسٹر ایم۔ اے خاں کی لیڈرشپ ان دنوں کی یادگار ہے۔ آپ مسٹر ملر کا ایک ٹرش ہنگرین تھے۔ اور ریلوے سٹرائک کے دنوں میں سٹرائک کنندگان کے لیڈر تھے داہاں بازو تھے۔ ریلوے ملازمین کے حقوق کے تحفظ کے لئے یونین مذکور کی طرف سے جو روزنامہ جاری کیا گیا۔ اس کی عنان ادارت بھی آپ کے ہاتھ میں ایک کافی عرصہ تک رہی۔ آپ حضرت صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ مگر چونکہ مجلس برخاست ہو چکی تھی۔ اس لئے صرف مصافحہ ہی کر سکے۔ اور کوئی گفتگو نہ ہوئی۔

خاندان میاں چراغ الدین صاحب مرحوم کی طرف سے دعوت

چونکہ اس خاندان کے افراد کی طرف سے حضرت کے حضور دعوت کی درخواست پیش ہو کر منظور ہو چکی تھی۔ اس لئے حضور ۱۲ بجے دوپہر ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ قریب ڈیڑھ گھنٹہ وہاں ٹھہرے۔ اور کھانا تناول فرمانے کے بعد مسجد احمدیہ لاہور میں نمازیں پڑھائیں۔

مذہب اور سائنس پر حبیبیہ ہال میں تقریر

شام کے بعد

جیسا کہ قرار پا چکا تھا۔ حبیبیہ ہال اسلامیہ کالج لاہور میں "مذہب اور سائنس" پر تقریر کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ تشریف لے گئے۔ جماعت لاہور کی درخواست پر چونکہ حضور یہ بات منظور فرما چکے تھے۔ کہ ۲۳ فروری کو شام اور عشاء کی نماز مسجد احمدیہ لاہور میں پڑھائیں گے۔ اس لئے حضور حبیبیہ ہال میں [illegible] سے پیشتر مسجد احمدیہ لاہور میں تشریف لائے اور نمازیں پڑھائیں۔

اس لیکچر کے صدر سر اقبال تھے۔ چونکہ اس لیکچر کا انتظام ایجوکیشنل یونین اسلامیہ کالج کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اس لئے یونین کی سرپرستی کا ر روائی اور پریذیڈنٹ کی تقریر کے بعد جس میں انہوں نے حضرت کو تعارف کرایا۔ حضور کی تقریر شروع ہوئی۔

اس تقریر میں حضور نے کیا فرمایا۔ یہ تو انشاء اللہ بہت جلد الفضل کے ذریعہ معلوم ہو جائے گا جبکہ یہ تقریر اس میں شائع ہوگی لیکن یہ بات کہ اس لیکچر کو کس نگاہ سے دیکھا گیا۔ میں بیان کرتا ہوں حضرت کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہال ایک کاسۂ حباب کی طرح بھرا ہوا تھا۔ حضور کے تشریف لے جاتے ہی اور بھی قلت جا کی شکایت پیدا ہوئی۔ مجبوراً لوگ دروازوں اور برآمدوں میں کھڑے ہو گئے۔ اور جب وہاں بھی جگہ نہ رہی تو باہر ہی کھڑے رہے تا آواز سن سکیں۔

حضور نے اڑھائی گھنٹے کے قریب تقریر فرمائی۔ حاضرین ہمہ تن گوش ہو کر خاتمہ تک لیکچر سنتے رہے۔ اور اگر کوئی آواز آتی تو یہ کہ ہماری طرف بھی رخ کیجئے تا ہم بھی ان کلمات سے مستفیض ہوں۔ حضور نے قرآن کے حقائق اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے معارف کو سائنس اور علوم جدیدہ کی بعض نئی تحقیقاتوں کے بالمقابل رکھ کر بتایا۔ کہ سائنس نے جو باتیں آج دریافت کی ہیں۔ وہ قرآن پہلے بتا چکا ہے۔ اور آج سے تیرہ سو سال پیشتر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو بیان فرما چکے ہیں۔ اسی ذیل میں آپ نے ایک حدیث پڑھی۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں۔ کہ اگر وہ بیت الحرام یا علاقہ حرام میں بھی ملیں تو انہیں مار دو۔ چوہا بھی ان میں سے ایک ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات فرمائی تھی۔ اس وقت جرمز کی تحقیق نہیں ہوئی تھی اور یہ معلوم نہ تھا کہ چوہے سے طاعون کا مرض پیدا ہوتا ہے۔ لیکن آج تیرہ سو سال بعد ڈاکٹروں نے تحقیق کی تو چوہے میں ایسے جرمز موجود پائے۔ جن سے طاعون پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ یہ بات نہایت ہی لطیف اور علم میں اضافہ کرنے والی تھی۔ اس لئے اس کا ذکر سن کر علامہ پریذیڈنٹ نے خواہش کی۔ کہ باقی چار چیزوں کے نام بھی بتائے جائیں۔ اس پر حضور نے بتایا۔ کہ باقی نام [illegible] کتا۔ کوا اور درندہ ہیں۔ غرض یہ علمی لیکچر ہر پہلو کے لحاظ سے ایک کامیاب لیکچر تھا۔

دعوت

حبیبیہ ہال میں لیکچر دینے کے بعد حضور خواجہ غلام محی الدین صاحب قصوری کی کوٹھی پر تشریف لے گئے۔ کیونکہ خواجہ صاحب نے حضور کی دعوت کی تھی۔

۲۴ مارچ ۱۹۲۷ء۔ آج صبح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ ملک غلام محمد صاحب کی فلور مل دیکھنے کے لئے بذریعہ موٹر کار قصور تشریف لے گئے۔ حضور کے ہمراہ حافظ روشن علی صاحب۔ چوہدری فتح محمد صاحب سیال شیخ یوسف علی صاحب پرائیویٹ سکرٹری۔ مولوی علی محمد صاحب اور خاکسار گئے۔

قصور کی جماعت مقامی کے ایک رکن نے عرض کی۔ کہ لوگ کچھ سننے کی خواہش کر رہے ہیں۔ درخواست ہوتے ہی حضور نے مسکرا کر فرمایا بہت اچھا اور کھڑے ہو کر تقریر شروع فرما دی۔ حضور کے لئے ملک غلام محمد صاحب نے اپنے کارخانہ کے اندر ایک چبوترہ پر نشستگاہ بنائی تھی۔ جس کے گرداگرد چار چار پانچ پانچ قطاریں کرسیوں کی تھیں لیکن جب حضور وہاں پہنچے اور تقریر شروع ہوئی تو چبوترہ اور کرسیاں ناکافی ثابت ہوئیں۔ ملک صاحب موصوف نے قصور کی مقامی جماعت نے مسلمانوں کے سوا بعض ہندو اور سکھ صاحبان کو بھی اس موقعہ پر مدعو کیا ہوا تھا۔

خدا کی شان ہے۔ چند سال گذرے قصور میں احمدیوں کا بائیکاٹ کیا گیا تھا۔ اور نہ صرف بائیکاٹ ہی کیا گیا تھا۔ بلکہ تشدد اور جبر کو بھی ان کے حق میں جائز رکھا گیا تھا۔ جہاں تک ہو سکتا تھا احمدیوں کو تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائی جاتی تھیں۔ مگر ۲۴ مارچ وہ دن تھا کہ اسی شہر کے لوگ اس وجود کا نظارہ کر رہے تھے جس کے پیرو کاروں کے خون کے پیاسے ہوئے تھے۔ اور اس کے منہ سے وہ باتیں سن رہے تھے جن کی بدولت احمدیوں کو تختۂ مشق ستم بنایا تھا۔ حضور نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ اگر خدا کی رحمت حاصل کرنا چاہتے ہو تو دلوں کے برتن کو ضد و تعصب سے خالی کر دو تا جب رحمت آئے تو برتن کو ضد و تعصب سے بھرا ہوا دیکھ کر ادھر ادھر نہ پھسل جائے۔ بغض کینہ و کدورت سے اپنے باطنوں کو صاف کر دو۔ اور وہ دعا جو روزانہ پانچ وقت کم و بیش چالیس بار پڑھتے ہو۔ دل سے پڑھو اس کے مطالب پر نگاہ رکھو۔ اور چونکہ صراط مستقیم کے معنے وسیع ہیں۔ اس لئے یہ الفاظ پڑھتے وقت اس بات کو ذہن میں رکھو۔ کہ اگر احمدی سچے ہیں۔ تو ان کی راہ دکھا۔

تقریر کے بعد ملک صاحب ایک ہندو نوجوان کو لائے۔ جو تعلیم یافتہ تھے۔ اور حضرت سے ان الفاظ سے ان کو انٹروڈیوس کرایا۔ کہ یہ ہمارے بڑے دوست ہیں اور کچھ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ آڑہت کا کام کرتے ہیں۔ اور قصور کے انگریزی خواں طبقہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ نے کچھ دیر حضرت صاحب سے گفتگو کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ کا سفر قصور جہاں تجارتی صنعتی و حرفتی معلومات بہم پہنچانے کے لئے تھا۔ وہاں تبلیغ و اشاعت کا بھی ذریعہ تھا۔ حضور وہاں سے کھانا تناول فرمانے کے بعد جس کا انتظام ملک صاحب موصوف نے کیا تھا واپس لاہور تشریف لائے۔ مسجد احمدیہ لاہور میں نماز جمعہ پڑھائی۔ خطبہ کے بعد حضور نے فرمایا۔ آج انشاء اللہ تعالیٰ واپس قادیان جاؤں گا۔ اگر موٹر کی سواری کا بندوبست ہو گیا تو اس میں ورنہ پانچ بجے کی گاڑی میں۔ چونکہ سواری کا انتظام ہو گیا تھا۔ اس لئے حضور اور تمام قافلہ موٹر کار اور موٹر لاریوں پر قادیان پہنچا۔ ۲۲

(حاشیہ:) ۲۲ حضور نے گو قیام لاہور کے دونوں میں اوقات درس قرآن شریف کے لئے بمقام ... احمدیہ ... لاہور کیا۔ اور ... (ملک نذیر احمد ...)

قومی وقار کا قیام قومی زندگی کی علامت ہے

اختلافِ طبائع خدا تعالیٰ کی شان کا اظہار اور اس کی ہستی کی دلیل اور نوعِ انسان کے لئے ایک نہایت مفید اور ضروری چیز ہے۔ جس قدر ایجادات مختلفہ ہوتی ہیں۔ یہ دماغی قوتوں کا نتیجہ ہیں۔ اگر سب کی قوتیں برابر ہوتیں۔ تو ایجادات اور اکتشافات کا سلسلہ محدود ہوتا۔ اسی اختلاف سے بعض اوقات مختلف قسم کے اعتراضات اور سوالات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ کبھی وہ وہ انفرادی ہوتے ہیں۔ اور کبھی قومی۔ میں خود نکتہ چینی کرتا ہوں اور یہ بھی ساتھ ہی کہتا ہوں۔ کہ اپنے اوپر نکتہ چینی کرنے کا حق بھی سب کا تسلیم کرتا ہوں۔ نکتہ چینی اگر نیک نیتی اور اخلاص سے ہو۔ تو وہ بابرکت ثمرات پیدا کرتی ہے۔ اصلاحات کا موجب ہوتی ہے۔ اگر عداوت اور خود غرضی۔ عاقبت نااندیشی کی بنا پر ہو تو وہ لعنت ہے۔ یہ ملک جس میں بیٹھا ہوا میں یہ چٹھی لکھ رہا ہوں۔ ایک آزاد ملک ہے۔ آزادیٔ رائے ایک بہترین نعمت یہاں سمجھی جاتی ہے۔ مگر قوم اور حکومت کے وقار پر جہاں اثر پڑتا ہو۔ اس موقعہ پر اس قوم کی سپرٹ قابلِ دید ہوتی ہے۔ میں ایک تازہ بتازہ مثال پیش کر کے اس پر اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔ کہ مجھ پر کیا کیفیت اس سے پیدا ہوئی ہے۔

الفضل کے پڑھنے والے غالباً جانتے ہونگے۔ کہ ملک معظم کے دوسرے صاحبزادے ڈیوک آف یارک اپنی بیگم صاحبہ کے ساتھ آسٹریلیا کی دعوت پر وہاں گئے ہیں۔ وہ آسٹریلیا کے جدید دارالسلطنت کا افتتاح کرینگے۔ اور ان کی سیاحت گوناگوں مصروفیتوں پر مبنی ہے۔ وہ ملک معظم کے قائمقام ہو کر گئے ہیں۔ بہت بڑا جنگی جہاز ری ناؤن Renown نام ان کے لئے سجایا گیا۔ اور ان کی حفاظت کے لئے ہوائی جہازوں اور بعض دوسرے جنگی جہازوں کا دستہ ہے۔ آپ بہت بڑا خرچ ہوا ہے۔ اور ہونا چاہیئے۔ ان کے اس سفر کی وجہ سے جہاں جہاں وہ جائیں گے۔ لاکھوں روپیہ خرچ ہو جائینگے۔ اور مجموعی طور پر یہ رقم بہت بڑی ہوگی۔ اس پر کسی شخص نے بطور پروٹسٹ ایک اخبار کو خط لکھا۔ اخبار مذکور نے اس پروٹسٹ کا اظہار کرتے ہوئے جو جواب دیا ہے۔ وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ:۔

"اگر ری ناؤن کے آراستہ کرنے میں ایک ملین پونڈ (ڈیڑھ کروڑ روپیہ) خرچ ہو جاتا۔ اور ڈیوک آف یارک کو بھی پانچ ہزار پونڈ ہفتہ وار دیا جاتا۔ تب بھی یہ سفر قومی نقطۂ خیال یا قومی اصول تجارت کے پہلو سے نفع مند رہتا۔ کیا وہ برٹش ایمپائر کے تاج کے قائمقام کو تیسرے درجہ کے مسافروں میں دیکھنا چاہتا تھا"

یہ رُوح ہے۔ جو دنیا پر حکومت کرنے والی قوم میں پائی جاتی ہے۔ کہ وہ حکومت برطانیہ کے وقار کو سکون بھال تولنا نہیں چاہتے۔ بات معمولی ہے۔ مگر یہ ایک بیش قیمت سبق ہمارے لئے رکھتی ہے۔ بعض اوقات ہمارے ہاں کے اخراجات پر سوال ہوتے ہیں۔ کاش! وہ اخراجات پر سوال کرنے سے پہلے سلسلہ کے وقار کے موضوع کو مدنظر رکھیں۔

سلسلہ کی عظمت دعوت کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی قیمتی چیز نہیں ٹھہر سکتی۔ جس سلسلہ کے لئے جانوں کا دے دینا ایک ادنیٰ چیز ہو۔ اس کے وقار کو قائم رکھنے یا قائم کرنے کے لئے سونے چاندی کے سکوں پر نظر کرنا سب سے حقیر چیز ہوگی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لنڈن کی مذہبی کانفرنس میں شمولیت کے لئے سفر کیا۔ میں اس سفر میں تحریک سے لے کر آخر تک شریک تھا۔ میں اور میرے رفقاء جانتے ہیں۔ کہ حضور نے کس طرح ایک ایک پائی پر پورا احتساب قائم رکھا۔ اور اپنے اخراجات اپنی جیب سے دیئے۔ اور جن حالات میں دیئے۔ ہم سب نہیں تو اکثر جانتے ہیں۔ سلسلہ کا قائم مقام صرف آپ کا وجود تھا۔ اور اگر وہ ایک خاص جہاز کے ذریعہ ولایت آتا۔ اور یہاں کے سب سے بڑے شاندار ہوٹل میں رہتا۔ تو حقیقت میں یہ سزاوار ہوتا اور سلسلہ کے وقار کے مقابلہ میں وہ کچھ چیز نہ ہوتا۔ لیکن آپ نے دنیا کو ایک سبق دینا تھا۔ اس لئے انتہائی قربانی کے ساتھ اس سفر کو سرانجام دیا۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم

میں نے دیکھا ہے۔ کہ شاہی خاندان کی تعلیم و تربیت اور ان کے معلومات کے اضافہ کے لئے لاکھوں روپیہ ان کے گوناگوں سفروں، اتالیقوں اور دوسرے ذرائع پر خرچ ہوتا ہے۔ احمدی جماعت کچھ کہہ سکتی ہے۔ کہ ابناء فارس کی پیشگوئی کے مصداق وجودوں کی تعلیم پر وہ کس قدر خرچ کرتی ہے؟ وقت بتایا نہیں۔ مگر میں اپنی ذوق پسند طبیعت سے مجبور ہوں اور اپنے خیالات کی رَو کو روکنا نہیں چاہتا۔ کیا کبھی ہم نے غور کیا ہے کہ خاندان نبوت کے چمکتے ہوئے ستاروں کے لئے کسی خاص اہتمام کی ضرورت ہے وہ وجود ہیں جن کے ہاتھ پر اسلام کی فتوحات روحانی مقدر ہیں۔ اور ہم ان کی علمی ترقیوں کے فکر سے غافل ہیں۔ یوں تو قوم کا ہر بچہ قومی توجہ کا محتاج ہے۔ لیکن گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔

میں خدا کی قسم انسان پرست نہیں۔ مگر میں اس جذبہ کو بھی چھپا نہیں سکتا۔ کہ ہم اس سہل انگاری کے لئے ضرور قومی حیثیت سے جوابدہ ہیں۔ اور خود حضرت خلیفۃ المسیح اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے رہینِ منت ہیں۔ کہ وہ بوجھ اور فرض جو قوم کا تھا۔ کہ ان کے صاحبزادوں کی تعلیم کا ایک خاص انتظام ہوتا۔ وہ بھی خود ہی ادا کر رہے ہیں۔ ایک طرف سلسلہ کی طرف سے ان کی ذمہ واریوں کو انفرادی حیثیت سے دیکھو۔ اور پھر اس مسئلہ پر غور کرو۔ میں ابھی بڑے زور سے یہ رائے رکھتا ہوں۔ کہ ان کی تعلیم کا ایک خاص انتظام ہونا چاہیئے۔ مختلف زبانوں اور علوم کے خاص استاذ ہوں۔ ان کے لئے ممالک مختلفہ کے سفروں کی ضرورت پیش آئے گی۔ اور وہ اپنے سلسلہ کے مختلف مرکزوں کو جا کر دیکھیں گے۔ اور انہیں جانا چاہیئے حضرت صاحبزادہ مرزا حافظ ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کا وقت بہت قریب آ رہا ہے۔ کہ ان کو بہت جلد اپنی تعلیم کے سلسلہ کو ختم کر کے دوسری زبانوں کی تکمیل اور حالات دنیا کے دیکھنے کے لئے باہر نکلنا ہوگا۔ اور اگر ابھی سے اس سکیم پر غور نہ کیا گیا تو ہم ضروری فرض کو بہت پیچھے ڈالنے والے ہونگے۔ میں نہیں جانتا۔ میرے ان خیالات پر خاندان نبوت اور دوسرے احباب کیا خیال کریں۔ مگر میں اپنے ایمان سے کہہ رہا ہوں کہ میں اس سوال کو اہم سمجھتا ہوں۔ اور ضرورت ہے۔ کہ اس پر جماعت کے دل و دماغ غور کریں۔ یہ گرامی قدر وجود سلسلہ کی ایک بیش قیمت امانت اور متاع ہیں۔ میرے اختیار میں ہوتا۔ تو میں ان کے اساتذہ کی ایک خاص جماعت قائم کرتا۔ اور تکمیل تعلیم اور تجربہ کے لئے ری ناؤن جیسے جہازوں پر دنیا کی مذہبی اور اخلاقی اور علمی حیثیت دیکھنے کے لئے ایک جماعت ساتھ دیکر بھیجنے کی درخواست بارگاہ خلافت میں کرتا۔ مگر من آنم کہ من دانم۔

میں جانتا ہوں۔ میرا یہ خیال ایک جدید خیال ہوگا اور کچھ تعجب نہیں۔ کہیں نہ میرے لئے شیعیت کا بانی ہونے کا خطاب تجویز ہو۔ مگر یہ حق ہے۔ اور ضروری ہے۔ اس کے لئے ہم جس قدر دیر کرینگے۔ اسی قدر غفلت کے مرتکب ہونگے۔

میں اتنا اور عرض کر دوں۔ کہ میرے اس خیال کو واقعات اور ضروریات کی روشنی میں سوچو۔ میں تو اس وقت قادیان سے نو ہزار میل کے قریب دُور ہوں۔ اگر تنہا تنہا ہر شخص اس پر غور کریگا تو یقیناً وہ اسی نتیجہ پر آئے گا۔

خاکسار عرفانی از لنڈن

جماعت کے بزرگوں سے التماس

مندرجہ بالا مضمون میں جناب عرفانی صاحب نے جو اہم اور ضروری امر پیش کیا ہے۔ اس کے متعلق الفضل کے ذریعہ اپنی رائے کا اظہار فرمائیں۔

اسلام اور آریہ سماج

پروفیسر رام دیو صاحب کے لیکچر پر نظر

ویدوں کے متعلق گذشتہ ہندو بزرگوں کی رائیں

(نمبر ۲)

اس روشنی کے زمانہ میں ہندو قوم میں جس قدر بھی صاحب علم پیدا ہوئے۔ بسوائے دو تین کے باقی تمام کے تمام وید اور ویدک عقائد کو پرمیشور کی طرف سے نازل شدہ ماننے سے انکاری تھے اور ہیں۔ اگر ثبوت درکار ہو تو وہ بھی پیش کر دیا جائے گا۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم مذکورہ بالا ویدک دہرمی اصحاب کے بعض اقوال وید اور ویدک دہرم کے متعلق پیش کریں۔ ہم زمانہ قدیم کی نہایت معتقد ویدک ہستیوں کی آراء درج کرتے ہیں۔ اور سوائے ایک کے یہ وہ بزرگ اور مہاتما تھے۔ جن کے نام پر آج بھی ہندو قوم کا بچہ بچہ فخر کرتا نظر آتا ہے۔

منڈک رشی

منڈک اپنشد میں فرماتے ہیں۔ دو علم دو طرح کے ہیں۔ اپرا یعنی سفلی اور پرا یعنی علوی۔ رگ وید۔ یجر وید۔ سام۔ اتھروید شکھیا۔ کلپ۔ ویاکرن۔ نرکت۔ چھند۔ جیوتش یہ تمام اپرا ودیا یعنی سفلی علوم ہیں۔ اور پرمیشور کے جاننے کے لئے پرا ودیا یعنی علوم علوی کی ضرورت ہے۔"

مہاتما گوتم بدھ

پروفیسر صاحب نے اپنے لیکچر میں مسلمانوں کے چڑانے کے لئے گوتم بدھ کو حضرت سرور انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ سے بھی افضل ٹھہرایا ہے۔ سنئے وہ ویدوں کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔

"ویدوں کا پاٹھ (تلاوت) پروہتوں کو دان دینا یا دیوتاؤں کے لئے یگیہ کرنا۔ پنج اگنی تپنا۔ پانی میں کھڑا رہنا اور اس قسم کے اور پرائشچت (کفارہ) کے کام جو (ابدی) زندگی کے لئے کئے جاتے ہیں۔ پاک نہیں بنا سکتے"

(بدھ کا بنارس میں پہلا وعظ)

ہندوستان کا مشہور فلاسفر برہسپتی

برہسپتی ذیل کہتا ہے

"اگنی ہوتر تین وید۔ تر ونڈ اور راکھ لگانے کو عقل اور ہمت سے بے بہرہ لوگوں نے اپنی روزی کا ذریعہ بنا رکھا ہے"

"وید کے بنانے والے بھانڈ دہورت اور نشاچر یعنی راکشس یہ تین طرح کے آدمی ہیں"

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴۹)

حضرت باوا نانک علیہ الرحمۃ

یہ وہ عالی بزرگ ہیں جنہیں لیکھرام صاحب نے "ویدوں کا پیرو" لکھا ہے۔ سنئے۔ ان کی ویدوں کے متعلق بقول سوامی دیانند جی کیا رائے تھی:-

"وید پڑھت برھما مرے چاروں وید کہانی
[illegible] کی مہما وید نہ جانی (ستیارتھ صفحہ [illegible])

مہاتما کبیر بھگت

یہ وہ بزرگ ہیں۔ جن کے آج بھی ہزاروں نہیں لاکھوں ویدک دہرمی سچے دل سے معتقد موجود ہیں۔ یہ بزرگ مہاتما ویدوں کے بارہ میں بایں الفاظ گویا ہیں:-

"چار وید چھ شاستر اور اٹھارہ پوران کی امید میں ہندو کے تینوں عالم بھول گئے" (باباکبیر کا بیجک صفحہ ۱۲۱)

"برہما جی چار وید بنا کر بھی مکتی کی حقیقت کو نہیں سمجھے"

باباکبیر کا بیجک صفحہ ۱۰۴ و ۱۲۳)

"یوگ، یگیہ، جپ، سنیم، تیرتھ، برت، دان اور وید وغیرہ نوکے نو یہ سب جھوٹوں کا لباس ہیں" (بیجک صفحہ [illegible])

ان مہاتماؤں اور فلاسفروں کے اقوال درج کرنے کے بعد چند دیگر ویدک دہرمی ہندو بزرگوں کے اقوال بھی ویدوں کے بارہ میں لکھے جاتے ہیں۔ ہم دیکھیں گے کہ جناب پروفیسر رام دیو صاحب اپنے قائم کردہ معیار کی رُو سے ان آراء کو پڑھکر ویدوں کو جواب دیتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ ان کے نزدیک یہ جائز ہے۔ کہ اگر کوئی ویدک دہرمی وید کے خلاف رائے کا اظہار کریں تو وید الہامی نہیں رہتے۔ کیونکہ انہوں نے اسی معیار سے اسلام کو جانچنا چاہا ہے۔

مصنف مہانروان تنتر کی رائے

اس وقت وید بلا زہر سانپ کے مانند بے اثر ہیں۔ اس وقت وید منتر بلا جان کے جانداروں کی طرح مردہ ہیں۔ کل یگ میں منتر دیوار پر کشیدہ پتلیوں کی مانند ہیں۔ جیسے ان پتلیوں کی تصویروں میں بظاہر تمام حواس نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں بالکل بے حس و حرکت ہوتی ہیں۔ اسی طرح اس زمانہ میں وید منتر بھی بظاہر تو فائدہ مند معلوم ہوتے ہیں۔ مگر اثر کے لحاظ سے قطعی بے سُود ہیں۔ پھر جیسے بانجھ عورت سے صحبت کرنے میں کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح فی زمانہ وید منتروں سے کسی کاموں میں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔" الخ

(منقول از وید کیا چیز ہیں مصنفہ پنڈت ستیہ دیو جی صفحہ ۲۳)

مشہور فاضل اُدین آچاریہ

اپنی کتاب کسماںجلی کے صفحہ ۱۳۲ میں رقمطراز ہیں:-

"وید انسانی کلام ہے۔ کلام ہونے کی حیثیت سے مہابھارت کی طرح وید انسانی حکایات ہیں۔ ہمارے کلام سخن دانا کی طرح۔" (صفحہ ۱۴۱)

مصنف شیو پران

دہرم سنگھتا ادھیائے ۲۳ شلوک ۶۲ میں لکھا ہے:-

"مجھے پران پیارے ہیں۔ ویسے ہی انگوں سمیت چاروں وید پیارے نہیں" (ایضاً صفحہ ۶۳)

مصنف پدم پران کی رائے

پنجم پاتال کھنڈ اتر اردہم ادھیائے ایک میں تحریر ہے:-

"جو ویدوں میں اچھی محنت کرتا ہے۔ وہ دیگر شاستروں کو سمجھ سکتا ہے۔ مگر نجات بغیر پران سننے کے نہیں ہوتی" یعنی نجات وید پر عمل کرنے سے نہیں مل سکتی۔ (صفحہ ۶۳)

مصنف برہم ویورت پران کی رائے

اس کے شروع ادھیائے میں لکھا ہے:-

"برہم ویورت پران سب پرانوں کا سار اور نچوڑ ہے۔ وید پران آپ پرانوں کے بھرم۔ یعنی شبہات کو دور کرنا اس کا کام ہے۔" (صفحہ ۶۴)

اسی قسم کی اور بھی کئی قدیم ویدک دہرمی بزرگوں کی ویدوں کے متعلق آراء نقل کی جا سکتی ہیں۔ مگر طوالت کا خوف مانع ہے

خاکسار فضل حسین مہاجر از قادیان

ایک مسلمان خاتون کی لاش مرتدین کی یورش

موضع سانڈھن میں مسماۃ سکھو ایک با غیرت احمدی مومنہ تھی جو اپنے پرانے مرض حیض سے شب درمیان ۱۴ و ۱۵ فروری ۱۹۲۷ء اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس کا خاوند چند سال قبل ہی فوت ہو چکا تھا۔ اور دو بیٹوں میں سے ایک جوان اور بالغ تھا جو گذشتہ ماہ ارتداد کی آگ میں بسبب تحریص ذلیقین اور حالات خانگی جل چکا تھا۔ باوجود ان سب مجبوریوں کے مسماۃ سکھو مرحومہ اسلام کی پابند تھی۔ اور اپنے دونوں بیٹوں اور بیٹیوں کو دین متین کے مطابق اپنی تکفین کی وصیت کر چکی تھی۔ مرحومہ رات کو فوت ہوئی۔ لواحقین میں سے چند مرد کہ وہ بھی ارتداد کی آگ میں بھسم ہو چکے تھے۔ مرحومہ کی مسلم اولاد اور مرتد بیٹے کو اس امر پر مجبور کر رہے تھے۔ کہ میت کو جلایا جائے ساتوں رات ارد گرد کے مرتدین جمع کر لئے گئے۔ اور صبح تک ارتھی کا چندن اور ایک ٹین گھی بھی مہیا کر لیا۔ لیکن آخر میں مرتد بیٹا باوجود لواحقین سے مار کھانے کے ماں کی وصیت کا پابند رہا۔ اور صبح روتا ہوا اپنے دو رفقاء کے ساتھ میرے پاس آیا۔ اور سارا ماجرا شب گذشتہ کا کہہ سنایا۔ میں نے فوراً جملہ اقارب مرحومہ اور احباب سلسلہ احمدیہ کو جمع کیا۔ اور حالات کا گو تجویز سے لیکن از حد سختی سے مقابلہ کرنے کی ٹھان لی اور گاؤں کے جملہ نیک دل لوگوں نے اس کار خیر میں پوری مستعدی سے حصہ لیا۔ خداوند تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ مرحومہ کا کفن دفن حسب وصیت شریعت اسلام پر کیا گیا۔ میں نے خود جنازہ

معاونین جرائد سلسلہ

سن رائز ۷ مارچ کو روانہ ہو چکا ہے۔ اس کی توسیع اشاعت کی طرف پوری توجہ درکار ہے۔ اس کی قیمت تو اخراجات کے مقابلہ میں نصف بھی نہیں۔ محض اشاعت اسلام اور غیر مذاہب کے مقابلہ کے لئے مسلمان نوجوانوں کو تیار کرنے کے لئے اس کا اجراء ہے۔

خواتین سلسلہ اپنے اخبار مصباح کو فروغ دینے میں ہمت سے کام لیں۔ ابھی خریدار اتنے کم ہیں۔ کہ اس کا اطمینان سے چلنا دشوار نظر آ رہا ہے۔ ہر گھر میں اس کو خریدنا چاہیئے۔ (ناظم طبع و اشاعت)

مصباح

بابو عبید اللہ صاحب مالاکنڈ ایک۔ سید محمد حسین صاحب چک گوجرہ دو۔ سید محمد سیف صاحب ہر کنڈہ ایک۔ بابو محمد شفیع صاحب نوشہرہ تین۔ میاں نذیر احمد صاحب چغتائی اسسٹنٹ ایڈیٹر اخبار الفضل ۵۔ والدہ صاحبہ صلاح الدین صاحب قادیان ایک۔ اہلیہ صاحبہ مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری قادیان۔ چار ۴۔

سن رائز

ظہور الحسن صاحب پشاور ایک۔ سید محمود اللہ شاہ صاحب قادیان دو۔ عبد السبحان صاحب رنگپور بنگال تین۔ زین العابدین صاحب کلکتہ چار۔ محمد اکبر صاحب فرید خان نجال ۵ خریدار سن رائز چار خریدار ریویو انگریزی۔ محمد علی انور صاحب ماسنو ڈھاکہ بنگال سے دس خریدار سن رائز کے دستخط دیتے ہیں۔ اور دس روپیہ نقد روانہ کرتے ہیں۔ ایک صاحب نے چند خریدار ریویو انگریزی کے بہم پہنچائے ہیں۔ لیکن اخبار میں نام دینا منع کیا ہے۔ ڈاکٹر عبد العزیز آخوند صاحب کامران زیدی دو خریدار۔ محمد رفیع صاحب سب انسپکٹر پولیس نارکانہ سن رائز کے واسطے دو خریدار اور ریویو انگریزی کے واسطے ایک۔ چوہدری محمد علی صاحب چونڈہ سیالکوٹ ایک خریدار۔ ایم ۔ اے عزیز سپرنٹنڈنٹ مہاراجہ علاقہ ریاستی تین خریدار۔

احمدی ماسٹر ٹیلر صاحبان توجہ فرمائیں

ایک غریب یتیم لڑکا جو قمیص واسکٹ پاجامہ۔ کُرتہ۔ فراق وغیرہ سی لیتا ہے۔ اور سادہ کوٹ بھی سی سکتا ہے۔ اسے درزی کے کام کی تکمیل کرانی ہے۔ اگر ہمارے احمدی ماسٹر ٹیلر صاحب جنہیں خدا ہمت و توفیق دے۔ اسے اپنے ہاں بلا کر کام سکھلا دیں۔ اور روٹی گذارہ کے لئے تنخواہ بھی دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔ اس لڑکے کے لئے دفتر امور عامہ سے خط و کتابت فرمائیں۔

ناظر امور عامہ۔ قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پُرزور سفارش

تین نئی کتابوں کے متعلق

یہ تھوڑی تعداد میں چھپی ہیں احباب جلد منگوا لیں

منہاج الطالبین

پہلی قابل توجہ بات یہ ہے۔ کہ میں نے پچھلے سال نفس اور اولاد کی اخلاقی اور روحانی تربیت پر تقریر کی تھی۔ میرے نزدیک وہ لیکچر اپنے نفس کی اور اپنی آئندہ نسلوں کی روحانی اور اخلاقی اعلیٰ درجہ کی تربیت کے متعلق نہایت ہی اہم اور مفید ترین معلومات پر مشتمل ہے۔ یہ لیکچر چھپ کر کتابی صورت میں تیار ہو چکا ہے۔ بک ڈپو نے جو کہ بعض دوستوں کے مشترکہ سرمایہ سے قائم کیا گیا ہے۔ اس کتاب کو شائع کیا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ اس کو خرید کر پڑھیں۔

حق الیقین

اس سال اللہ تعالےٰ نے مجھے ایک اور کتاب کے لکھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور وہ کتاب ہفوات المنافقین کا جواب ہے۔ ہفوات المنافقین ایک شیعہ نے لکھی ہے۔ جس کے مضمون سے حضرت نبی کریم اور آپ کی ازواج اور صحابہؓ کی ذات پر نہایت ناپاک حملے ہوتے ہیں۔ اس کی اشاعت سے تمام ہندوستان میں اسلام کے خلاف خطرناک زہر پھیل رہا تھا۔ اور یوں کہنا چاہیئے۔ کہ اس نے ہندوستان میں آگ لگا دی تھی۔ اسی وجہ سے گورنمنٹ نظام نے اس کو ضبط کر لیا تھا۔ لیکن اس کا اور بھی الٹا اثر پڑا۔ کہ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ فی الواقع مسلمانوں کے پاس اس کا کوئی جواب ہی نہیں۔ تب ہی تو اس کو ضبط کیا جا رہا ہے۔ اخبار اہلحدیث میں اس کے جوابات نکلنے شروع ہوئے تھے۔ مگر چند سوالوں کا جواب دیکر خاموشی اختیار کر لی گئی۔ جس سے کتاب والے نے اور بھی ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اور مشہور کر دیا۔ کہ معلوم ہوا۔ کہ باقی مطالبات کا کوئی جواب نہیں۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا۔ کہ اس کا جواب لکھا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے میں نے اس کے جواب میں کتاب حق الیقین لکھی ہے۔ یہ کتاب بھی ایسے معلومات پر مشتمل ہے۔ جو علمی بھی ہیں۔ اور جو اسلام سے بہت گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ علاوہ اس کے مخالفین اسلام کے جوابات کے لئے نہایت مفید معلومات کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ علمی مباحثوں میں بھی کام آ سکتی ہے۔ اور اسلام کا مطالعہ کرنے کیلئے بھی نہایت مفید معلومات کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے۔

قیمت ۱۲ ر

الواح الہدیٰ

ان کے علاوہ بعض اور دوستوں کی بھی کتابیں ہیں۔ جو نہایت مفید اور ضروری ہیں۔ ایک کتاب الواح الہدیٰ بک ڈپو نے شائع کی ہے۔ یہ کتاب قاضی اکمل صاحب کی مرتبہ ہے۔ اور درحقیقت ریاض الصالحین کا ترجمہ ہے۔ ریاض الصالحین تربیت کے لحاظ سے ایک بے نظیر کتاب ہے۔ اور بالخصوص بچوں کی تربیت میں بہت مفید ہے۔ اسی بناء پر میں نے بچوں کی انجمن انصار اللہ کے لئے جو سکیم بنائی تھی۔ اس میں ضروری قرار دیا۔ کہ ہر طالب علم کے پاس تین چیزیں ضرور ہونی چاہیئیں۔ ایک قرآن شریف۔ دوسرے کشتی نوح۔ تیسری ریاض الصالحین۔ دوسری جگہوں پر اس کتاب کی قیمت بھی زیادہ ہے۔ غالباً للعہ ہے۔ اور یوں بھی عربی میں ہے۔ جس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ اس لئے تجویز کی گئی تھی۔ کہ کتاب کے بعض فقہی مسائل کو حذف کر کے اس کا ترجمہ قادیان میں ہی چھپوا لیا جائے۔ چنانچہ قاضی صاحب نے اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ اور اس کی قیمت بھی تھوڑی رکھی گئی ہے۔ یعنی ۱۲ ر

یہ کتاب نہ صرف بچوں کی تربیت کے لئے ضروری ہے۔ بلکہ بڑوں کی اخلاقی حالت کی اصلاح میں بھی بے نظیر ہے۔ اخلاق کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور آیات کا یہ ایسا مجموعہ ہے۔ کہ میرے خیال میں ایسا کوئی اور مجموعہ نہیں ہے۔ بہت ہی بے نظیر کتاب ہے۔ مجھے اتنی پسند ہے۔ کہ میں کبھی سفر پر نہیں جاتا مگر اس کو ساتھ رکھتا ہوں۔ پہلے عربی میں تھی۔ جس سے ہر شخص فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اب ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اس بہترین مجموعہ کو ضرور خرید کر زیر مطالعہ رکھیں۔ یہ تینوں کتابیں بک ڈپو نے چھپوائی ہیں۔

(منقول از الفضل نمبر ۵۶/۵۵ ۱۱ جنوری ۱۹۲۷ء تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء)

مجاہد بخارا کی آپ بیتی: ... مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ بخارا کے دردناک حالات۔ قیمت ۴ ر

ویدوں کے سربستہ راز: ۔ تردید آریہ میں۔ دس ٹریکٹوں کا مجموعہ ۴ ر

ملنے کا پتہ

مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

(اشتہارات)

آنکھوں کی حفاظت کرو

جس طرح ہماری ساختہ شہرہ آفاق دوا اکسیر البدن تمام جسمانی کمزوریوں کے لئے تریاق ثابت ہو رہی ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہمارا ساختہ موتی سرمہ بھی ضعف بصر۔ گکرے۔ خارش چشم۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ثابت ہو رہا ہے۔ قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

ایک ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب جنرل ہسپتال اکیاب (برہما) سے لکھتے ہیں۔ کہ پہلے آپ کا سرمہ بعض مریضوں کو منگوا کر دیا۔ نہایت مفید پایا۔ اب مجھے اپنے لئے ضرورت ہے۔ ایک تولہ بہت جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں۔

تندرستی کی قدر کرو

جس طرح ہمارا مقبول عام موتی سرمہ رجسٹرڈ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ثابت ہو رہا ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہماری ساختہ اکسیر البدن رجسٹرڈ بھی نزلہ زکام۔ کھانسی [illegible] پیدا کرنے۔ ہاضمہ کو درست بنانے جسم کو چست۔ دل میں نئی امنگ اور اعضاء میں نئی ترنگ۔ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنے میں اکسیر اعظم ثابت ہو رہی ہے۔ ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

تازہ شہادت:۔ جناب بابو غلام محمد صاحب اختر پارسل کلرک پشاور صدر سے لکھتے ہیں۔ میں نے اکسیر البدن کو استعمال کیا۔ بیحد مفید پایا۔ اس کا اثر ان سب مقوی دواؤں سے جن قدر آج تک میں نے دیکھیں افضل ہے۔ لہذا ایک ماہ کی خوراک بہت جلد میرے دوست جناب قاضی صاحب کے نام بذریعہ وی پی بھیجدیں۔

پتہ

مینیجر نور ایجنسی نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

بے نظیر مترجم حمائل شریف

اور معرّا حمائل شریف

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے ہم نے دو حمائلیں مترجم اور معرّا تیار کی ہیں۔ جو کسی تعریف کی محتاج نہیں ہیں لکھائی نہایت اعلیٰ چھپائی عمدہ اور پاکیزہ کاغذ بہترین۔ زرد اور سفید قسم اعلیٰ۔ حجم نہایت ہی موزوں اور پسندیدہ۔ موٹائی معرّا ایک انچ۔ اور موٹائی مترجم سوا انچ۔ ترجمہ بے نظیر مع ضروری نوٹ مترجمہ حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب مفسر قرآن مجید۔ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ یقیناً اس سے قبل ایسی معرّا اور ترجمہ والی حمائل نہیں چھپ سکی۔ اور نہ چھپی۔ صرف ایک آنہ (۱) کا ٹکٹ بھیجکر نمونہ برائے ملاحظہ وصول فرمائیں۔ پھر اگر پسند آجائیں۔ تو حکم بھیجدیں۔ جتنی زیادہ منگوائینگے۔ رعایت کے ساتھ مل جائیں گی۔ قیمت معرّا عہ کاغذ زرد بلا جلد۔ قیمت معرّا عہ کاغذ سفید اعلیٰ بلا جلد۔ قیمت مترجم بلا جلد ساڑھے تین روپے (صہ) جلد ۸ سے لے کر دس روپیہ تک کی حکم آنے پر بنائی جاتی ہے۔

(نوٹ) دس حمائلوں کے خریدار کو ایک حمائل مفت دیجاتی ہے۔

المشتہر

محمد اسمٰعیل محمد عبد اللہ تاجران کتب قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

حب اطہرا کا نام

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ (عہ) لیا جائیگا۔

عبد الرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی۔ قادیان (پنجاب)

قرآن شریف کا ترجمہ سیکھنے والوں کیلئے خوشخبری

صاحبو! میں نے ایک تفسیر ربانی نامی قرآن شریف کی لکھی ہے۔ جو تیس پاروں کی مکمل بن چکی ہے۔ اور اب پارہ پارہ کی صورت میں چھپ رہی ہے جس کا پہلا۔ دوسرا۔ تیسرا پارہ چھپ گیا۔ چوتھا چھپ رہا ہے۔ اسی طرح باقی بھی یکے بعد دیگرے چھپتے جائیں گے۔ تفسیر ربانی کی طرز یہ ہے کہ پہلے قرآن شریف کی ہر آیت کے ہر ایک لفظ یعنی اسم۔ فعل۔ حرف۔ کا اردو میں اصلی معنی صرف و نحو لغات کے لحاظ سے کیا۔ پھر اسی لفظ کا آخر میں وہ مرادی معنی لکھا۔ جو آیت میں لکھا جائیگا۔ پھر ان تمام لفظوں کو اکٹھا کر کے آیت بنایا۔ اور اس آیت کا لفظ بلفظ علیحدہ علیحدہ اردو میں ترجمہ کیا۔ اور بعد میں اس آیت کا شان نزول حدیث و تفسیر کی معتبر کتابوں سے نکال کر لکھا۔ اور موقعہ مناسب پہ مخالفوں کے اعتراضات کے جواب بھی لکھے۔ ہر پارہ کی لکھائی چھپائی صحیح خوشخط۔ کاغذ عمدہ سفید ہے۔ قیمت فی پارہ عصہ۔ محصول بذمہ خریدار۔

ملنے کا پتہ

سید محمد حسین منشی فاضل مصنف تفسیر ربانی دھاریوال (ضلع گورداسپور)

ہندوستان کی خبریں

——— بمبئی ۲۸ر فروری۔ آج مجلس مقننہ میں کرپان کی لمبائی کے بارہ میں مولوی رفیع الدین احمد صاحب کے سوال پر مسٹر ہوتس ہوم ممبر نے یہ جواب دیا کہ باوجودیکہ پنجاب ہائیکورٹ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ کرپان کی لمبائی تلوار کے برابر ہو سکتی ہے۔ پھر بھی بمبئی گورنمنٹ کے ۱۹۲۱ء کے حکم کو کہ کرپان ۹ انچ سے بڑا نہیں ہونا چاہیئے۔ بدلنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اور یہ بھی ایک خاص رعایت ہے۔

——— آگرہ ۴ر مارچ۔ آج مسٹر نیویلی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آگرہ نے پنڈت کالی چرن شرما مصنف "وچتر جیون" کے مقدمہ میں فیصلہ صادر کر دیا۔ ملزم کو ایک سال قید بامشقت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ مزید قید کی سزا دی گئی۔

——— امرتسر ۳ر مارچ۔ کل رات کو سر گوپال داس بھنڈاری صدر بلدیہ امرتسر قلب کی حرکت بند ہو جانے کی وجہ سے اچانک فوت ہو گئے۔ ان کی عمر تقریباً ۷۰ سال تھی۔

——— میرٹھ ۴ر مارچ۔ عرصہ سے یو۔ پی کے چند اضلاع میں ڈاکوؤں کے ایک زبردست گروہ نے لوٹ مار قتل غارتگری سے ایک بہت بڑے علاقہ کو خوف زدہ کر رکھا تھا۔ یکم مارچ کو ہاپوڑ کے قریب قصبہ بکھوہ اور قریب کے گاؤں سے اس گروہ کے بہت سے ڈاکو پولیس نے گرفتار کر لئے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گرفتار شدگان کی تعداد قریباً دو سو ہے۔

——— لکھنؤ یکم مارچ۔ آل انڈیا خلافت کانفرنس کا اجلاس زیر صدارت مولانا محمد شفیع ممبر اسمبلی منعقد ہوا۔ اس میں جو ریزولیوشن پاس ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ تھا۔ کہ ہندی افواج کو چین سے فوراً واپس بلایا جائے۔ دوسرے ریزولیوشن میں انڈیمان میں آباد کردہ موپلوں کی واپسی کا مطالبہ تھا۔ اور ایک اور ریزولیوشن میں گورنمنٹ سے درخواست کی گئی تھی۔ کہ وہ ہندو مسلم کشیدگی کے متعلق تحقیقات کرائے۔

——— رنگون ۲ر مارچ۔ مقام ٹیونسے پر ہیبتناک آتشزدگی ہوئی تین سو مکان معہ چارٹرڈ بنک کی عمارت کے برباد ہو گئے۔ ادمیوں کے مرنے کی کوئی خبر نہیں ہے۔ سینکڑوں آدمی بے خانماں ہو گئے ہیں۔

——— شردھانند جی کے بیان کردہ قاتل عبد الرشید کا مقدمہ ۳ر مارچ سے سشن میں پیش ہو رہا ہے۔ بہت سے صفائی کے گواہ گذرے جنہوں نے ملزم کے مخبوط الحواس ہونے کی شہادتیں دیں۔ لیکن لاہور کے دماغی ماہر نے اپنی شہادت میں کہا۔ کہ ملزم پاگل نہیں ہے۔

——— تیسرے درجہ کے مسافروں کے کرایہ میں تخفیف کرنے کے ریزولیوشن کے خلاف اسمبلی میں سرکاری ممبر نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ ہندوستان میں تیسرے درجہ کا سفر دنیا بھر سے سستا ہے۔

——— صوبہ پنجاب کے اندر ۲۸-۱۹۲۷ء میں ذیل کی نئی ریلوے لائنیں کھولی جائیں گی۔ (۱) امرت سے نارووال تک ۲۸ میل۔ (۲) چک جھمرہ سے چنیوٹ تک ۳۶ میل (۳) لائل پور سے جڑانوالہ تک ۱۴ میل (۴) چنیوٹ لائن ۲۲ میل (۵) چنیوٹ سے خوشاب تک ۲۰ میل (۶) رہتک سے پانی پت تک براستہ گوہانہ ۵۴ میل۔ (۷) ٹھانکوٹ سے گوہر تک ۵۴ میل (۸) [illegible] سیف اللہ تک ۳۸ میل۔

——— عام اطلاع کے لئے یہ مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ حکومت پنجاب اس سال یورپ میں فارسی کے سائنٹیفک مطالعہ کے لئے ہندوستان کے باشندوں کی حوصلہ افزائی کے لئے سرکاری وظیفہ دیگی۔ آکسفورڈ اور کیمبرج میں تو یہ وظیفہ تین سو پونڈ سالانہ کا ہوگا اور باقی جگہ ۲۵۰ پونڈ ملے گا۔ اور صرف دو سال تک ملتا رہیگا۔ وظیفہ کے لئے درخواستیں ڈائرکٹر محکمہ تعلیم کے پاس ۱۴ر مارچ تک آنی چاہیئے۔

——— لاہور ۲۸ر فروری۔ ۲ بجے بعد دوپہر پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا اجلاس زیر صدارت آنریبل خان بہادر چوہدری شہاب الدین منعقد ہوا۔ سوالات کے بعد ڈاکٹر محمد عالم نے پنجاب گورنمنٹ کے محکمہ جات منتقلہ کے ہر سہ وزرا کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ پیش کرنے کے لئے ہوس سے اجازت چاہی۔ مگر کونسل نے (۲ آر۔ بی کی) اکثریت سے اس تحریک کو مسترد کر دیا۔ اور ہر سہ وزراء کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ پیش نہ ہونے دیا۔

ممالک غیر کی خبریں

——— لنڈن ۳ر مارچ۔ ٹی۔ جی۔ پاری طامس مشہور و معروف موٹر باز جو دوڑوں میں شریک ہوا کرتا تھا۔ آج دنیا کی سب سے زیادہ رفتار میں کامیاب ہونے کے لئے کوشش کر رہا تھا۔ کہ ویلز میں ہلاک ہو گیا۔

——— لنڈن ۲ر مارچ۔ رائل ایشیاٹک سوسائٹی کی سیکرٹری شپ کے لئے جس کی تنخواہ دو ہزار پونڈ سالانہ ہے جگہ خالی ہوئی۔ تو اس کے لئے ۱۶۰ امیدواروں نے درخواستیں پیش کیں۔ لیکن مسز آر۔ ڈبلیو فریزر کو مقرر کیا گیا۔ جو اپنی شادی سے قبل بھی سیکرٹری تھیں۔

——— پیرس ۴ر مارچ۔ زمین کے دب جانے سے راتی بلیری کے سارے گاؤں کا ایک رات میں صفایا ہو گیا ہے۔

——— قسطنطنیہ یکم مارچ۔ انگورہ سے اطلاع آئی ہے۔ کہ روس و ترکیہ کے درمیان بہت سے دنوں سے معاہدہ تجارت کے لئے گفت و شنید ہو رہی تھی۔ اب وہ معاہدہ مکمل ہو گیا ہے۔

——— رگبی ۲ر مارچ۔ آج علی الصباح ناٹنگھم شائر اور ناٹنگھم شائر میں کانیں پھٹ گئیں۔ ۳۴ آدمی ہلاک ہو گئے۔ اور باقی ۲۸ آدمیوں کے بچنے کی بھی کوئی امید نہیں ہے۔ جب کان پھٹی۔ تو دوسرے آدمی کام کر رہے تھے۔

——— ایک سائنس دان نے یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ رات بھر کی نیند میں انسان کو کامل آرام صرف ½ ۱۱ منٹ حاصل ہوتا ہے بقیہ وقت کے دوران میں جسمانی اعضاء یا دماغی قویٰ کا عمل بدستور جاری رہتا ہے۔

——— دنیا میں ابھی آٹھ ایسے ملک ہیں۔ جن کی زمین پر ابھی تک ریل کی پٹڑی نہیں بچھی۔ یہ ملک حسب ذیل ہیں۔ البانیا (یورپ) افغانستان۔ عسیر۔ بھوٹان۔ نیپال۔ عمان۔ یمن (ایشیا) لائبیریا (افریقہ کا مغربی ساحل)

——— امریکہ کے مشہور موجد مسٹر ایڈیسن نے فونوگراف کے متعلق اپنی تازہ ترین اختراعی قابلیت کا یہ ثبوت دیا ہے۔ کہ فونوگراف بغیر ریکارڈ تبدیل کرنے کے چالیس منٹ تک برابر بجتا رہے گا۔

——— لنڈن ۲۶ر فروری۔ ۲۵ر فروری کو سان فرانسسکو (براعظم امریکہ) کے ایک شخص نے لنڈن کے ایک شخص کے ساتھ ٹیلیفون پر گفتگو کی ۷ ہزار میل کے فاصلے کے باوجود آواز نہایت صاف تھی ۱۰ منٹ تک باہمی گفتگو ہوتی رہی۔ جس پر ۲۹ پونڈ صرف ہوئے۔

(منشی عبد الرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)